غسل میت اور جدید مسائل و نورانی حکایات پر مشتمل ایک مفید تحریر

غسل میت

کا طریقہ اور مسائل



مؤلف

محمد ریاض رضا ہاشمی عطاری

بصیرپوری

میلاد

انتساب

میں اپنی اس کتاب بہ نام غسل میت کا طریقہ اور مسائل کو حصولِ برکت، نزولِ رحمت کیلئے اپنے پیر و مرشد، امیر اہلسنّت، پیکرِ علم وحکمت رہبرِ شریعت، پیرِ طریقت، پاسبانِ مسلکِ اہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، باعثِ خیر و برکت، حامیِ سُنت حضرت علامہ مولٰینا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اور آپ کے مریدین بالخصوص مدنی قافلوں میں سفر کرنے والے خوش نصیب مسافروں کے نام منسوب کرتا ہوں۔ اللہ عزّ وجلّ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور ان مدنی مسافرں کے پیارے پیارے قدموں سے لگنے والی مدنی دھول کے صدقے قبول فرما کر اسے میرے لئے اور میرے والدین کیلئے راہِ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سگِ عطار محمد ریاض رضا ہاشمی عطاری بصیر پوری

عرض مصنف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بڑی دیر سے یہ دل کی تمنا تھی کہ کوئی غسل میت کے بارے میں مختصر مگر مفصل کتاب لکھوں مگروقت کے اختصار کی وجہ سے تاخیر ہوتی چلی گئی۔ الحمدللہ! اللہ عزّ وجل کے فضل واحسان بطفیل رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مرشد کامل کی توجہ سے اس بارے کچھ لکھنے کی توفیق ملی ورنہ انسان کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔

یہ لکھنے کی ضرورت یوں محسوس ہوئی کہ جب مجھے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں سفر کرنے کی سعادت ملی تو وہاں غسل میت کا طریقہ بھی سکھایا گیا جس کو مفصل طور پر نئے اسلامی بھائی نہ سمجھ سکے اور وہ بار بار کہتے رہے کہ اگر یہ لکھا ہوا ہو تو ہم آسانی سے یاد کرلیں گے مگر ہمارے پاس ایسا کتابچہ یا کتاب نہ تھی تو میں نے وہیں پر یہ ارادہ کرلیا کہ اس بارے میں ضرور لکھوں گا۔ الحمدللہ! اللہ عزّ وجل کے فضل واحسان سے لکھی گئی اللہ عزّ وجل قبول فرمائے۔

ویسے تو یہ کتاب ہر مسلمان کیلئے مفید ہے لیکن بالخصوص یہ راہِ خدا عزّ وجل میں سفر کرنے والے دعوتِ اسلامی والے اسلامی بھائیوں کیلئے نایاب ہے کیونکہ نئے نئے مبلغین کیلئے آسانی ہے۔ اللہ عزّ وجل اس حقیری کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میرے لئے اور میرے والدین کیلئے راہِ نجات بنائے اور مسلمانوں کو اس سے استفادہ حاصل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سگِ عطار محمد ریاض رضا ہاشمی عطاری بصیر پوری

عرض ناشر

الحمدللہ ! اللہ عزَّ وجل کے فضل واحسان بطفیل رحمت عالمیان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور مرشد کریم کی توجہ سے ادارہ میلاد پبلی کیشنز نے دیکھتے ہی دیکھتے جو ترقی وشہرت میدانِ کتب میں حاصل کی یہ کسی صاحبِ مطالعہ سے مخفی نہیں۔ الحمدللہ عزَّ وجل ادارے کی یہ سوچ ہے کہ

زندگی میں کچھ کام کر جائیں
اگر ہوسکے تو خدمت اسلام کر جائیں

اسی جذبہٴ ایمانی کے پیش نظر نئی اور پرانی کتب کواعلیٰ معیار کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت ملتی رہتی ہے۔ نیز ادارہ کا یہ مدنی مقصد ہے کہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی کتب عوام وخوص میں عام کی جائیں اسی مدنی مقد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کتاب غسل میت کا طریقہ اور مسائل کو شائع کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔ اس مختصر سی کتاب میں مصنف نے غسل میت کا طریقہ اس کے متعلق درپیش مسائل کو اتنی آسانی کے ساتھ حل کر دیا ہے کہ یہ ہر قاری کے ذہن نشین ہو جائے گی۔

اللہ عزَّ وجل کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ سابق اور ھذا کتب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے ان تحریروں کے صدقے مصنفین، ادارے اور قاری حضرات کی بخشش فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

میلاد پبلی کیشنز

محمد امجد علی قادری عطاری

یا اللہ یا رحمٰن

تو ہی مالک بحر و بر ہے یا اللہ یا رحمٰن
تو ہی خالق جن و بشر ہے یا اللہ یا رحمٰن

تو ابدی ہے تو ازلی ہے تیرا نام علیم و علی ہے
ذات تیری سب سے برتر ہے یا اللہ یا رحمٰن

تیرا چرچا گلی گلی ہے ڈالی ڈالی کلی کلی ہے
واصف ہر اک گل و ثمر ہے یا اللہ یا رحمٰن

وصف بیان کرتے ہیں سارے سنگ و شجر چاند ستارے
تسبیح ہر اک خشک و تر ہے یا اللہ یا رحمٰن

رات نے جب سر اپنا چھپایا چڑیوں نے یہ ذکر سنایا
نغمہ بار نسیم سحر ہے یا اللہ یا رحمٰن

دنیا جب پانی کو ترسے رم جھم رم جھم برکھا برسے
ہر اک پر رحمت کی نظر ہے یا اللہ یا رحمٰن

بخش سگِ عطار کو مولیٰ واسطہ تجھ کو اس پیارے کا
جو کہ نبیوں کا سرور ہے یا اللہ یا رحمٰن

(از قلم امیر اہلسنّت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ)

آہستہ چل

زائر طیبہ یہاں آہستہ چل
یہ ادب کا ہے مکاں آہستہ چل

ہاں چلا کرتے جہاں آقا میرے
تو بھی تو آیا وہاں آہستہ چل

اکڑ کر چلنا مدینے میں تیرا
ربّ کو بھائے گا کہاں آہستہ چل

دھیرے دھیرے بول تو اے بے خبر
کر نا سب کچھ رائیگاں آہستہ چل

یہ تیری اچھال ہاں اچھی نہیں
مانا کہ تو ہے جوان آہستہ چل

آیا ہوں میں تو مقدر سے یہاں
اے امیر کارواں آہستہ چل

دیکھ لینے دو بہاریں دو گھڑی
اے میری عمرِ رواں آہستہ چل

چلنے کا سن لے سلیقہ ہاشمی
سر جھکائے تو یہاں آہستہ چل

مرشد پیا

تو نے فیشن کو مٹایا اے میرے مرشد پیا
تم پہ ہو رحمت کا سایہ اے میرے مرشد پیا

دورِ باطل اور ضلالت میں گھیرے تھے ہم سبھی
تو مہرباں بن کے آیا اے میرے مرشد پیا

تو نے فیشن کو مٹا کر دین کو بخشی جلا
سنتوں کو ہے پھیلایا اے میرے مرشد پیا

اہلسنّت کا چمن اُجڑا ہوا ویران تھا
تو نے آکر پھر کھلایا اے میرے مرشد پیا

نائب احمد رضا ہو لاڈلے غوث الوریٰ
کیسا رُتبہ تم نے پایا اے میرے مرشد پیا

حشر تک جاری رہے گا کام وہ کردیا
تو نے سنت کو جلایا اے میرے مرشد پیا

کب تلک میں در بہ در پھرتا رہوں مرشد پیا
مجھ پہ ہو اُلفت کا سایہ اے میرے مرشد پیا

جام سوزِ مصطفیٰ کردو عطا مرشد پیا
جیسے ہے سب کو پلایا اے میرے مرشد پیا

قدموں کے جلوں میں مجھ کو رہنے دو یا مرشدی
مشتاق ہے جیسے بٹھایا اے میرے مرشد پیا

بد کلامی بد نگاہی میں پھنسا تھا ہر گھڑی
اذن مولا سے بچایا اے میرے مرشد پیا

فضل مولا کا بڑا ہے، میں سگِ عطار ہوں
اس پہ مجھ کو ناز آیا اے میرے مرشد پیا

نیکیاں پلے نہیں ہیں میں بڑا بدکار ہوں
مجھ پہ اک نظر خدایا اے میرے مرشد پیا

وہ بڑے ہیں بخت ور جن کو کبھی عطار نے
ہاتھ سے کھانا کھلایا اے میرے مرشد پیا

جیسے رنگ میں رنگا تو نے قادری مشتاق کو
مجھ پہ ہو رنگ وہ نمایاں اے میرے مرشد پیا

ہاشمی بدکار پہ نظرِ کرم یا مرشدی
کیجئے بہرِ خدایا اے میرے مرشد پیا

دعوتِ فکر

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج کل میڈیا بہت ترقی کرتا چلا جا رہا ہے اور لوگوں میں دینی شعور تو ختم ہی ہوتا جا رہا ہے۔ آج کل کے مسلمان سے بیالوجی کے بارے میں سوال کرو تو فوراً جواب۔ کیمسٹری کے بارے سوال کرو تو فوراً جواب لیں۔ افسوس سائنس کے بارے میں تو ہر ایک ماہر نظر آتا ہے مگر دین کے بارے میں بالکل صاف آجکل کے نوجوان سے سوال کیا جائے کہ بھائی آپ کیا بننا چاہتے ہیں تو جواب ملتا ہے ڈاکٹر کوئی کہتا ہے انجینئر کوئی کہتا ہے پائلٹ آہ ہزار میں سے کوئی ایک ہی ہوگا جسے یہ شوق ہو کہ وہ حافظِ قرآن بنے گا یا دین کا عالم بنے گا آہ اس دنیا کے متوالے ڈاکٹر بننے والے نوجوان سے سوال کیا جائے کہ وضو کے مسائل کیا ہیں غسل کے فرائض کتنے ہیں چھ کلمے کس کو آتے ہیں قرآنِ پاک کس کو پڑھنا آتا ہے تو فر فر انگلش بولنے والوں کی گردنیں مارے شرم کے خم ہو جاتی ہیں۔ یہ بیچارہ بھی کیا کرے اسکے والدین کی بھی تو یہی خواہش ہے کہ بیٹا پڑھ لکھ کر بڑا آفیسر بنے جب دنیا کے متوالے والدین کو موت آ سنبھالتی ہے تو بیٹے کو نمازِ جنازہ بھی پڑھنا نہیں آتی باپ کو غسل دینا تو درکنار غسل کرنا بھی نہیں آتا۔ آؤ آؤ دنیا کے متوالو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ اور اپنی قبر و آخرت کو روشن کرنے والے بن جاؤ۔ الحمدللہ عزّ وجل وضو، نماز، غسل کے مسائل سیکھنے کیلئے اور دوسروں کو سکھانے کیلئے بے شمار اسلامی بھائی راہِ خدا عزّ وجل میں سفر کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ بھی ان مدنی قافلوں میں سفر کو اپنا معمول بنا لیجئے اِن شاءَ اللہ عزّ وجل مدنی قافلوں کی برکتوں سے نہ صرف یہ مسائل سیکھنے والے بلکہ دوسروں کو سکھانے والے بن جائیں گے تو ابھی اِن شاءاللہ میت کو غسل دینے کا طریقہ بیان ہوگا آپ توجہ کے ساتھ پڑھئے اِن شاءاللہ معلومات کا خزانہ ہاتھ آئے گا۔

غسل میت کا ثواب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی مسلمان میت کو غسل دینا بے حد ثواب کا موجب ہے بلکہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تو میت کو غسل دینے والا گناہوں سے ایسے پاکیزہ ہوجاتا ہے کہ جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ غرضیکہ خلوصِ دل کے ساتھ مردے کو نہلانے کفن دینے کا اہتمام کریں۔ چنانچہ

(ترجمہ) حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میت کو غسل و کفن دیا اور کاندھا دیا اور اس کی نماز پڑھی اور اس کے عیوب ظاہر نہ کئے تو وہ گناہوں سے ایسے ہی پاک ہوجاتا ہے جیسے پیدائش کے دن تھا۔ (ابن ماجہ)

غسال کے اوصاف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حدیثِ پاک کو پڑھنے کے بعد تو ہر ایک کا دل چاہے گا کہ وہ میت کو غسل دیں لیکن میت کو غسل دینا ہر ایک کے بس کا کام نہیں بلکہ غسال کیلئے بھی کچھ اوصاف ہیں مثلاً وہ نیک ہو، متقی اور ایماندار ہو اور اُسے سنت کے مطابق غسلِ میت کا طریقہ بھی آتا ہو نیز کم گو سنجیدہ باوقار ہو یوں سمجھیں کہ مدنی انعامات کا عامل ہو ہر ماہ کم از کم تین دن مدنی قافلے میں سفر کرتا ہو کیونکہ اس کے بارے میں حدیثِ پاک میں بھی حکم ہے چنانچہ

(ترجمہ) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت کو امانددار اشخاص غسل دیں۔

غسل سے پہلے تیاری کرے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس کے بعد اب جس شخص نے بھی میت کو غسل دینا ہے وہ پہلے اپنی تیاری کرے مثلاً صاف ستھرا لباس زیب تن کرے اگر ہو سکے تو خوشبو لگا کے اچھا یعنی صاف ستھرا عمامہ شریف پہن کے باوضو ہو کر غسل دے کیونکہ عین ممکن ہے آپ جس کو غسل دینے جارہے ہیں وہ اللہ عزَّ وجل کا ولی ہو یعنی ایمان سلامت لیکر دنیا سے جارہا ہو تو اب اُس خوش نصیب کے پاس فرشتوں کا نزول ہوا اب اگر ہم بدبودار کپڑے پہن کر یا بے وضو اس کو ہاتھ لگائیں یا اُس کے قریب جائیں گے تو اُسے اور فرشتوں کو تکلیف پہنچے گی۔

غسلِ میت سے پہلے کے کام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنی تیاری کے بعد آپ جس گھر میں غسل میت کیلئے پہنچے تو سب سے پہلا کام یہ کریں کہ صاف ستھرے برتن میں تازہ پانی بھرلیں اور افضل تو یہ ہے کہ نیم گرم پانی سے غسل دیا جائے اس سے ایک فائدہ یہ ہے کہ میت کے جسم سے میل کچیل آسانی سے اُتر جاتا ہے اور سب سے مقدم بات تو یہ ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں نیم گرم پانی سے غسل میت ہوتا تھا چنانچہ

(ترجمہ) حضرت سیّدہ اُم قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میرا بیٹا فوت ہوگیا اور میں اس پر رونے پیٹنے لگی تو میں نے غسل دینے والے شخص سے کہا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو اور اسے نہ مارو۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا عکاشہ ابن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت سیّدہ اُم قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول بیان کیا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اُم قیس کی عمر طویل ہو انہوں نے کیا ارشاد فرمایا۔ (صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ) پھر ہمیں معلوم نہیں کہ کسی عورت کی عمر اتنی زیادہ ہوئی ہو جتنی کہ حضرت اُم قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہوئی اور یہ حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دعا دینے کی برکت سے تھا۔ (نسائی شریف)

پانی میں کافور اور بیری کے پتے ملانا سنت ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب پانی تیار ہو جائے تو اُس میں کافور اور بیری کے پتے ملانا سنتِ مبارکہ ہے چنانچہ

(ترجمہ) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا انتقال ہوگیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بلا بھیجا اور فرمایا کہ انہیں پانی اور بیری سے غسل دیجئے اور انہیں تین، پانچ یا سات دفعہ غسل دو اگر تم مناسب سمجھو اور آخر میں تھوڑا سا کافور ملا دو۔ جب غسل دے چکو تو مجھے اطلاع دو (سیّدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) ہم نے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا تہبند (یعنی چادر مبارک) میری طرف پھینک دی اور ارشاد فرمایا، یہ ان کے بدن پر لپیٹ دو۔ اور ان کے بال کی تین چوٹیاں کر کے ہم نے ان کی پیٹھ کی طرف لٹکا دیں۔ (نسائی شریف)

بیری کے پتوں کا مسئلہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جیسا کہ ابھی مذکورہ حدیث بالا میں غسل میت والے پانی میں بیری کے پتے ڈالنے کا ذکر ہوا تو اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ بیری ہی کے پتے کیوں تو اس کا حل یہ ہے کہ یہ سلسلہ پہلے ہی سے چلتا آرہا ہے۔ کیونکہ اُس وقت موجودہ دور کی طرح صابن وغیرہ نہیں ہوا کرتے تھے لوگ مٹی وغیرہ سے غسل میت میں مدد لیتے تھے اور ایک حکمت یہ سامنے آتی ہے کہ جب بیری کے پتے ڈال کر پانی کو گرم کیا جاتا ہے تو اُس کے اندر ایک ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ میت کے بدن سے میل کچیل کو صاف کر دیتا ہے۔

خوشبو کا مسئلہ

نیز میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غسل میت کے پانی میں کافور ملانا سنتِ مبارکہ ہے اور اگر میت کو خوشبو لگانا ہو تو صرف مشک کی خوشبو لگائیں کیونکہ حدیثِ پاک میں بھی اسی کا ذکر ہے۔

(ترجمہ) حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ (یعنی مشک) تمہارے خوشبوؤں میں سے سب سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (ترمذی شریف)

نیز ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین خوشبو مشک کی ہے۔ (ابوداؤد)

تختے کو دھونی دینے کا طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب یہ تمام کام ہو چکیں تو پھر غسل میت والا تختہ لایا جائے اور اسے کسی مناسب جگہ پر بچھا دیں اور صاف کرنے کے بعد اگر بتی یا لوبان وغیرہ سے اُس کے گرد اگرد تین پانچ یا سات مرتبہ گھومائیں یعنی اتنی مرتبہ اس کے گرد دھونی دیں۔

میت کو تختے پر لٹانے کا طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب تختے کو دھونی وغیرہ دے چکیں تو میت کو اس طرح پیار سے اُٹھا کر لائیں کہ اسے درد کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ موت کی تکالیف سے وہ بیچارا پہلے ہی چور چور ہو چکا ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے نرمی کے ساتھ اُٹھا کر لائیں اور اس طرح تختے پر رکھیں جس طرح مردے کو قبر میں رکھتے ہیں۔ نیز میت کی بائیں جانب تختے کی طرف ہو اور دائیں جانب اوپر کی طرف ہو تاکہ غسل کی ابتداء دائیں جانب سے ہو سکے۔

میت کے کپڑے اتارنے کا مسئلہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب میت کو تختے پر لٹا چکیں تو غسل دینے سے پہلے اُس کے کپڑے اُتاریں آج کل کم علمی کی وجہ سے لوگ مردے کے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں یا اُتارے ہوئے کپڑے اپنے استعمال میں نہیں لاتے ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اگر وہ کپڑے آسانی سے اُتر سکتے ہوں تو اُن کو پھاڑ کر ضائع کرنا اسراف ہے اور اسراف گناہ ہے۔

مردے کا ستر چھپانا فرض ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب مردے کے کپڑے وغیرہ اُتاریں تو اس کے سِتر کا خاص خیال رکھیں یعنی ناف سے لیکر گھٹنوں سمیت کپڑے سے چھپادیں۔ امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ آج کل غسل کے دوران سفید کپڑا اوڑھاتے ہیں اس طرح پانی لگنے سے بے پردگی ہوتی ہے۔ یعنی جب سفید کپڑے پر پانی ڈالا جاتا ہے تو وہ جسم کے ساتھ چپک جاتا ہے۔ لہٰذا آپ فرماتے ہیں کہ کتھی یعنی گہرے رنگ کا اتنا موٹا کپڑا ہو کہ پانی پڑنے سے ستر نہ چمکے اگر اتنا موٹا کپڑا نہ ہو تو ضرورتاً ایک کپڑے کی دو تہیں کر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔ (مدنی وصیت نامہ، ص ۱۳)

کیونکہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ارشاد فرمایا، یعنی تم کسی زندہ یا مردہ کی ران کو نہ دیکھو۔

(موت کا منظر مع احوالِ حشر و نشر، ص ۱۴۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس کی وجہ یہ ہے کہ موت سے انسان کا ستر کھولنا جائز نہیں ہوجاتا بلکہ وہ زندہ ہی کی طرح رہتا ہے غسل دیتے وقت کپڑوں کو اتارنا اس لئے ہوتا ہے کہ اچھے طریقے سے اس انسان کو صاف ستھرا کیا جاسکے کیونکہ غسل سے اصل مقصد ہی پاک کرنا صاف ستھرا کرنا ہے یہ مقصد کپڑوں کے ہوتے ہوئے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قمیص میں غسل دینا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب غسل دینے کا وقت آیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خیال کیا کہ کپڑوں میں غسل دیا جائے یا بغیر کپڑوں کے سب اسی سوچ میں تھے کہ انہوں نے گھر کے ایک کونہ سے غیبی آواز سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کپڑوں میں ہی غسل دو۔ (ایضاً)

میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پھر سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالتِ لباس میں ہی غسل دیا گیا یہ خیال رہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف اس لئے غسل دیا گیا کہ اُمت کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ساتھ محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کا ثواب بھی حاصل ہو نہ کہ اس لئے تھا کہ آپ کو پاک کیا جائے۔ بلکہ میرے من موہنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی پاکیزہ بلکہ اللہ عزّ وجل کو تو اتنا بھی گوارا نہیں کہ اُس کے پیارے محبوب کے جسمِ اطہر پر مکھی ہی بیٹھ جائے بلکہ اللہ عزّ وجل نے تو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کا سایہ بھی نہ بنایا کہ کہیں لوگوں کے پاؤں میں نہ آئے۔

غسلِ میت کا طریقہ

بہر حال میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بات ہو رہی تھی غسل میت کی تو جب میت کو تختے پر لٹایا جائے پھر اُسکے کپڑے اُتار لئے جائیں تو پھر جس شخص نے غسل دینا ہو وہ اپنے ہاتھوں پر کپڑا چڑھائے کیونکہ جس طرح انسان کے بعض جسم کو دیکھنا منع ہے اسی طرح اس حصہ کو ننگے ہاتھوں سے چھونا بھی منع ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک میت کو پہلے استنجاء کرایا جائے خیال رہے کہ کپڑے اُتارنے یا غسل دینے کے وقت عورت کا بقیہ جسم عورت کو دیکھنا جائز ہوگا۔ البتہ ولادت کے وقت دایہ کو مقام خاص دیکھنا یا عذر کی وجہ سے چھونا یا طبیب کا چھونا یا ضرورتاً دیکھنا جائز ہوگا۔ بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ اکثر ہماری عورتیں بالخصوص دیہاتوں میں ایک دوسری کے سامنے ننگی ہو کر کپڑے دھوتی رہتی ہیں یا غسل کرتی رہتی ہیں یہ سب ناجائز ہے عورت کا عورت کے سامنے بھی جسم کا چھپانا ضروری ہے۔

بہر حال غسل دیتے وقت سب سے پہلے میت کو نماز کے جیسا وضو کرایا جائے البتہ اس میں کلی کرانا ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے کیونکہ میت کی طاقت میں نہیں کہ وہ کلی وغیرہ کا پانی باہر نکال سکے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ کوئی کپڑا وغیرہ تر کر کے اس کے دانتوں اور ہونٹوں کے اندرونی حصہ پر ملا جائے اور اسی طرح پانی سے ترکیا ہوا کپڑا ناک کے سوراخوں میں بھی مل دیا جائے۔

اور اس بات کا خاص خیال رہے کہ وضو غسل میت کو کرایا جائے گا خواہ وہ پاکیزگی کی حالت میں فوت ہو یا جنابت کی حالت میں اسی طرح خواہ عقلمند تھا یا مجنون کیونکہ جس طرح میت کو پاکیزہ کرنے کیلئے غسل دیا جاتا ہے اسی طرح میت کو غسل دینے اور کفن دفن کے انتظام کرنے میں میت کا زندہ پر حق ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر فوت ہو جاتا ہے تو پھر بھی اسے غسل دیا جاتا ہے اس لئے کہ زندہ لوگ اپنا حق ادا کریں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! وضو کرانے اور سر پر پانی بہانے کے بعد دائیں جانب پانی ڈالا جائے اس طرح کہ وہ بائیں جانب نیچے تک پہنچ جائے پھر دائیں جانب کو نیچے کر دیا جائے اور بائیں جانب پر اس طرح پانی بہائیں کہ نیچے حصہ تک پہنچ جائے دائیں یا بائیں سے مراد سر سے لیکر پاؤں تک کا تمام حصہ ہے دونوں جانبوں کو دھونے کے بعد میت کو سہارا دے کر سیدھا کیا جائے جیسے کسی کو بٹھایا جاتا ہے پھر میت کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملا جائے اگر کوئی چیز خارج ہو تو اسے دھویا جائے وضو یا غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں اسی طرح اگر کفن دینے کے بعد کوئی چیز خارج ہو تو اسے دھونے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ میت کو وضو اس لئے نہیں دیا جاتا کہ وہ بے وضو ہے بلکہ اس کو نجاست سے پاک کرنے کیلئے غسل دیا جاتا ہے۔ لہٰذا میت کے وضو کو زندہ کی طرح نہ سمجھا جائے عام طور پر میت کے ناک کان وغیرہ سے خون نکل آئے تو کہا جاتا ہے کہ میت کا وضو قائم نہیں رہا یہ بالکل غلط ہے۔ میت کو ایک مرتبہ وضو اور غسل دینا کافی ہے۔ اگر ناک یا کان وغیرہ سے خون نکل آئے تو صاف کر دیا جائے کافی ہے۔ جب غسل دے چکیں تو میت کے جسم کو کسی رومال وغیرہ سے صاف کریں تاکہ کفن پانی سے تر نہ ہو پھر میت کے سجدہ والے اعضاء پر خوشبو لگائی جائے یعنی پیشانی، ناک، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں، دونوں پاؤں پر خوشبو لگائی جائے۔ (موت کا منظر مع احوال حشر و نشر ص ۱۴۹)

عورت ایسی جگہ فوت ہوئی جہاں کوئی عورت نہ ہو تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر عورت ایسی جگہ فوت ہو جائے جہاں پر غسل دینے والی کوئی عورت نہ ہو تو ایسی جگہ پر دیکھا جائے اگر کوئی محرم مرد ہے تو وہ اپنے ہاتھوں سے اس عورت کو تیمم کرا دے اور اگر اجنبی آدمی ہے تو وہ اپنے ہاتھوں پر کپڑا چڑھائے اور تیمم کرا دے مگر کلائیوں پر مسح کرتے وقت اپنی آنکھوں کو بند کر لے یہی صورت ہوگی اگر مرد فوت ہو جائے تو۔ (موت کا منظر مع احوالِ حشر و نشر، ص ۱۵۰)

غسل کی وصیت کرنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی نیک و ایماندار شخص کے بارے میں یہ وصیت کر جانا کہ یہ میری تجہیز و تکفین کرے تو یہ جائز ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے بیر غرس (یہ ایک طرح کا پودا ہوتا ہے) کے سات مشک پانی سے غسل دیا جائے۔ (ابن ماجہ، موت کا مزہ، ص ۱۴۷)

کیا خاوند غسل دے سکتا ہے؟

خاوند اپنی زوجہ کو نہ غسل دے سکتا ہے اور نہ ہی اسے چھو سکتا ہے۔ کیونکہ زوجہ کی وفات سے خاوند کے حقوقِ زوجیت ختم ہو جاتے ہیں اور وہ اجنبی کی حیثیت سے ہوتا ہے جو حکم عام اجنبی مرد کا ہوگا وہی خاوند کا ہوگا۔ (موت کا منظر مع احوال حشر و نشر، ص ۱۵۰)

حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو غسل کس نے دیا؟

اور رہا حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا مسئلہ کہ انہوں نے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کیوں غسل دیا تو اس کی صحیح روایت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیا تھا۔ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش کی بھی سعادت حاصل کی تھی اور مدینے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ان کا ادب و احترام فرماتے تھے۔ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف غسل و کفن و دفن کے انتظامات کئے تھے اسلئے یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہو گیا جیسے کسی بادشاہ کے متعلق کہا جائے کہ یہ محل اس نے بنایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے حکم دیا ہے، تعمیر تو راج حضرات نے کیا ہے۔ ایسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا اور غسل حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیا۔ (موت کا منظر، ص ۱۵۰)

حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی تخصیص

اگر غسل دینے والی روایت ثابت ہو بھی جائے تو یہ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص ہے کیونکہ اس روایت کے مطابق ہی جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل کیوں دیا؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ تمہاری زوجہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یعنی حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے باوجود بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح ختم نہیں ہوا تھا بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح باقی تھا۔ نیز سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ہر سبب ونسب عورت سے ختم ہو جاتا ہے سوائے میرے سبب ونسب کے یعنی تعلق سببی اور نسبی کے تعلق سببی سے مراد زوجیت کا تعلق اور مصاہرت کا تعلق۔ داماد کا تعلق سسرال سے اور سسرال کا تعلق داماد سے مصاہرت کا تعلق کہلاتا ہے۔ نسبی تعلق سے مراد خاندانی تعلق یعنی آباؤ اجداد سے تعلق۔ اسی وجہ سے حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیّدہ اُم کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نکاح کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق سبب قائم ہو جائے جو کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ نیز یہ بھی خیال رہے کہ یہ مزید تعلق کے استحکام کے ارادہ سے کیا ورنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سسر ہونے کا تعلق حاصل تھا کیونکہ اُم المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ (شامی، موت کا منظر، ص ۱۵۱)

کیا عورت خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟

عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اگر کوئی وہاں پر غسل دینے والا مرد نہ ہو تو عورت اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے۔ کیونکہ خاوند کے فوت ہو جانے کے بعد زوجہ چار مہینے دس دن تک حکم نکاح میں ہوتی ہے۔ لیکن زوجہ کے فوت ہونے پر خاوند اجنبی کی حیثیت میں ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

کیا طلاق کے بعد عورت غسل دے سکتی ہے؟

اگر خاوند نے زوجہ کو طلاق بائن دے دی یا تین طلاقیں دیں اس کے بعد خاوند فوت ہو تو اب اسے غسل نہیں دے سکتی۔ اس لئے کہ اسے تین طلاقوں یا طلاقِ بائن سے مکمل جدا کر دیا گیا تھا اب وفات کے بعد احکام نکاح جاری نہیں ہوں گے۔ (شامی)

اگر جسم کا کچھ حصہ ملے تو کیا کریں؟

اگر کسی کے جسم کا نصف حصہ بمع سر کے مل جائے تو غسل دیا جائے گا اور نمازِ جنازہ بھی پڑھائی جائے گی اگر نصف سے کم حصہ بمع سر حاصل ہوا یا بغیر سر کے جسم حاصل ہوا تو غسل اور جنازہ نہیں ہوگا۔ (شامی، موت کا منظر، ص ۱۵۱)

دورانِ غسل اگر کچھ حصہ خشک رہ جائے تو کیا کریں؟

اگر کسی میت کا کوئی حصہ دورانِ غسل بے خبری سے خشک رہ جائے اور کفن دینے کے بعد یاد آجائے تو کفن کھول کر اس حصے پر پانی بہادینا چاہئے کیونکہ ایک مرتبہ تمام جسم پر پانی بہانا فرض اور تین مرتبہ سنت ہے۔ (موت کا مزہ، ص ۱۸۶۔ مدنی وصیت نامہ، ص ۱۴)

غسل میت کیلئے پانی میسر نہ ہو تو کیا کریں؟

اگر ایسی جگہ انتقال ہوا ہو کہ وہاں پانی نہ ملتا ہو تو میت کو تیمم کروائیں پھر نمازِ جنازہ پڑھیں اور اگر نمازِ جنازہ کے بعد پانی مل جائے جبکہ مردے کو دفن نہ کیا ہو تو اسے نہلا کر اس کی دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھیں۔ (فتاویٰ عالمگیری، موت کا مزہ، ص ۱۸۲)

سفر میں غیر مسلم عورتیں یا غیر مسلم مرد ہو تو غسل کون دے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی مرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ صرف عورتیں ہی عورتیں تھیں اور ان کے ساتھ مرد تھے تو لیکن کافر تھے تو پھر عورتیں اس کافر کو نہلانے کا طریقہ بتادیں کہ وہ نہلا دے اور اگر کافر مرد بھی نہ ہو تو پھر دیکھیں اگر کوئی چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اسے غسل دینا سکھا دیں یونہی اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مرد اس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اس سے نہلوائے یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اسے بتائے اور وہ نہلائے۔ (ایضاً)

کیا مسلمان کو غیر مسلم غسل دے سکتا ہے؟

اگر کسی مسلمان شخص کا انتقال ہوا اور اُس کا باپ غیر مسلم ہے تو اسے مسلمان ہی نہلائیں گے اس کے باپ کے قابو میں نہیں دیں گے۔ اگر کوئی کافر سے مسلمان ہوا اور اُس کی عورت کافرہ ہے تو دیکھا جائے اگر کتابیہ ہے تو نہلا سکتی ہے مگر بلا ضرورت اس سے نہلوانا بہت برا ہے اور اگر مجوسیہ یا بت پرست ہے اور شوہر کے مرنے کے بعد مسلمان ہوگئی تو نہلا سکتی ہے۔ بشرطیکہ نکاح میں ہو ورنہ نہیں اور نکاح میں باقی رہنے کی صورت یہ ہے کہ اگر سلطنتِ اسلامی میں ہے تو حاکمِ اسلام شوہر کے مسلمان ہونے کے بعد عورت پر اسلام پیش کرے اگر مان لیا تو فبہا ورنہ فوراً نکاح سے نکل جائے گی اور اگر وہ سلطنتِ اسلامی میں نہیں تو اسلام میں شوہر کے بعد عورت کو تین حیض آنے کا انتظار کیا جائے گا اس مدت میں مسلمان ہوگئی تو فبہا ورنہ نکاح سے نکل جائے گی اور دونوں صورتوں میں پھر اگر مسلمان ہو جائے غسل نہیں دے سکتی۔ (درمختار)

سب سے پہلے غسل کس کو دیا گیا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سب سے پہلے جس شخص کو غسل دیا گیا اُن کا اسمِ گرامی حضرت سیّدنا ابوالبشر آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور آپ علیہ السلام کو غسل بھی اللہ عزّ وجل کے معصوم ملائکہ نے دیا اور آپ علیہ السلام ہی کی سنت تا قیامت تمام مسلم اقوام میں جاری رہے گی۔ (موت کا منظر مع احوالِ حشر ونشر، ص ۱۵۲)

اگر مسلمانوں کے ملک میں کوئی لاش ملے تو کیا کرے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر مسلمانوں کے ملک میں کوئی لاش لاوارث ملے جس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان ہے یا کافر تو اُسے غسل دیا جائے گا اور نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی کیونکہ مسلمانوں کے ملک میں پایا جانا دلالت کرتا ہے کہ غالب گمان اس کے مسلمان ہونے ہی کا ہے۔ اگر مسلمانوں کا ملک نہ ہو تو پھر نہیں کیونکہ اب غالب گمان ہی خیال ہوگا کہ یہ کافروں کا ملک ہے اس لئے میت بھی کافر ہی ہوگی۔ (حوالہ مذکورہ)

اگر کفار اور مسلمانوں کی لاشیں مل جائیں تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کفار اور مسلمانوں کی لاشیں مل جل جائیں تو اب دیکھا جائے اگر مسلمانوں کی کوئی علامت پائی جائیں تو ان کو غسل بھی دیا جائے گا اور نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ اگر مسلمانوں والی علامات نہیں ہے لیکن اتنا معلوم ہے کہ یہاں کتنے مسلمان تھے اور کتنے کافر اور لاشوں سے پتا چل گیا کہ ان میں مسلمان زیادہ ہیں تو ان کا جنازہ پڑھا دیا جائے گا اور جنازہ چونکہ مسلمان اور کفار تمام کو سامنے رکھ کر پڑھا جائے گا اس لئے جنازہ میں دعا میں فقط مسلمانوں کی نیت کریں گے۔ (حوالہ مذکورہ)

جو میت کو غسل دے کیا وہ خود بھی غسل کرے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میت کو غسل دینے والے کیلئے یہ مستحب ہے کہ وہ بعد از غسل خود بھی غسل کرے چونکہ ایسا ہی حدیثِ پاک میں فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو میت کو غسل دے اسے (خود بھی) غسل کرنا چاہئے اور جو میت کو کندھا دے اسے وضو کرنا چاہئے۔ (ابوداؤد)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مُردے کو غسل دے وہ خود بھی غسل کرے۔ (ابن ماجہ)

نیز حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار باتوں (کی وجہ سے) غسل فرمایا کرتے: (۱) جنابت سے (۲) جمعہ کے روز (۳) پچھنے لگوانے کے بعد (۴) اور میت کو غسل دینے کے بعد۔ (ابوداؤد)

کیا غسال کو غسل کرنا واجب ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میت کو غسل دینے کے بعد خود غسل کرنے کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان اور دوسرے علماء کے نزدیک اس پر غسل لازم ہے اور بعض کے نزدیک صرف وضو ہے۔ مثلاً امام مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں غسل میت کے بعد خود غسل کرنے کو اچھا سمجھتا ہوں۔ لیکن واجب نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یونہی فرمایا کہ میں بعد از غسل میت غسل کو واجب نہیں کہتا مگر وضو۔ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وضو کرنا ضروری ہے۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واجب ہو یا نہ ہو ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے۔ (موت کا مزہ)

کیا بارش سے غسل میت ہو جاتا ہے؟

مردہ پانی میں گر گیا یا اس پر مینہ برسا کہ سارے بدن پر پانی بہ گیا تو غسل ہو گیا مگر زندوں پر جو غسل میت واجب تھا وہ ادا نہ ہوا یہ اس وقت بری الذمہ ہوں گے کہ نہلائیں۔ لہٰذا اگر مردہ پانی میں ملا تو بہ نیتِ غسل کرلیں اور اُسے تین بار حرکت دے دیں واجب ادا ہو جائے گا۔ (درمختار، ردالمختار)

میت کے بال مونڈنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میت کی داڑھی یا سر کے بالوں میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اُکھاڑنا ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے اور حکم یہ ہے کہ میت جس حالت میں بھی ہے اُس حالت پر ہی رہنے دیں اور ایسے ہی دفن کریں ہاں اگر کسی نے غلطی سے مردے کا ناخن یا بال تراشے تو اب وہ تمام بال اور ناخن کے ٹکڑے میت کے ساتھ کفن میں رکھ دیں۔

(درمختار، عالمگیری، ردالمختار)

نامرد کو غسل کون دے؟

جنگل میں خنثیٰ یعنی نامرد کا انتقال ہوا جو اتنا چھوٹا بچہ نہ تھا کہ جس کیلئے ستر کا حکم ہی نہ ہو تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت ناچار تیمّم کرایا جائے بلکہ اگر وہاں پر کوئی سات آٹھ برس کی لڑکی یا دس گیارہ برس کا لڑکا ہو کہ (میت کو) نہلا سکے تو اسے (نہلانا چاہئے اگر اُسے غسل کا طریقہ یاد نہ ہو تو) بتا کر نہلانا حرام (ہے)۔ ہاں یہ بھی نہ ہو تو اُسے کوئی محرم تیمّم کرائے مرد ہو خواہ عورت اور محرم نہ ملے تو اجنبی عورت اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے اور اُسے آنکھیں بند کرنے کی ضرورت نہیں اور کوئی عورت بھی نہ ہو تو اجنبی مرد کپڑے کے ساتھ تیمّم کرائے اور اپنی آنکھیں بند کرے کہ خنثیٰ کے سر کے بال یا کلائی کے کسی حصے پر نگاہ نہ پڑے۔

(فتاوٰی رضویہ شریف جدید، ج ۳ ص ۵۳۷)

کیا کمسن بچے کو عورت غسل دے سکتی ہے؟

بچہ جو شہوت والا نہ ہو اگر مرجائے تو عورتوں کے اسے غسل دینے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح بچی جو شہوت والی نہ ہو مرجائے تو مردوں کے اُسے غسل دینے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ کمسن لڑکے اور لڑکی کے حق میں ستر کا حکم ثابت نہیں اور یہاں اس کے حد شہوت کو پہنچنے کے معنی یہ ہیں کہ اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کا ستر دیکھنے سے ان باتوں کی یاد آئے یہ معنی نہیں کہ لڑکا خود شہوت والا ہو جائے یا خود لڑکی کے دل میں شہوت پیدا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۳ ص ۵۳۸)

کمسن بچے کی عمر کتنی ہونی چاہئے؟

یہ عمر جس میں ستر میت ضروری نہیں وہ عمر ہے جس میں بچہ حد شہوت تک نہ پہنچا ہو اس سے ظاہر یہ ہے کہ لڑکا بارہ سال سے کم اور لڑکی نو برس سے کم ہو اور خنثیٰ یعنی نامرد کیلئے نو برس لئے جائیں گے اس احتمال کی بنیاد پر کہ وہ لڑکی ہو (یعنی زیادہ لڑکی کی طرح کا ہو) نیز امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حد مقرر فرمائی کہ جب تک بچہ باتیں نہ کرتا ہو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ بچہ چار سال سے بھی پہلے باتیں کرنے لگ جاتا ہے۔ تو جب ایسی عمر ہو تو کوئی بھی مرد خواہ عورت غسل دے سکتے ہیں۔ (مفہوم فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۳ ص ۵۳۷)

کیا کافر کو بھی غسل و کفن دیں گے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلامی نقطہ نظر سے کافر مردے کیلئے کفن دفن اور غسل نہیں ہے۔ بلکہ اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر کسی گڑھے میں دبا دینا چاہئے۔ اگر کوئی دوسرا کافر اسے لے جائے تو پھر مسلمان آدمی کافر مردے کو ہاتھ بھی نہ لگائے اگر کسی کافر کا قریبی رشتہ دار ہو جو حالتِ کفر میں مرگیا ہو تو ایسی صورت میں کہ کوئی اور کافر وہاں موجود نہ ہو تو یہ اسکو عام طریقے سے کپڑا لپیٹ کر کہیں دفن کر دے اسلامی طریقے سے کافر کو قطعاً غسل نہیں دینا چاہئے اور نہ ہی کفن دفن کرنا چاہئے اور مرتد کیلئے بھی یہی حکم ہے کہ اُسے بھی اسی طرح ہی ایک کپڑا لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے۔ (موت کا مزہ، ص ۱۸۴)

کیا مرنے کے بعد مرد بیوی کو چھو سکتا ہے؟

اگر عورت مرجائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ اسے چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ نیز عوام میں یہ جو مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اُتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱ ص ۳۰۱)

اگر مردے کے جسم پر عیب دیکھیں تو پھر کیا کریں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی میت کے جسم پر کوئی عیب نظر آئے تو وہ لوگوں کے سامنے بیان نہ کیا جائے اور اگر میت کا چہرہ سیاہ ہو جائے لیکن وہ میت بدعتی ہونے میں، گناہوں میں مبتلا ہونے میں، گستاخی اولیائے کرام میں، گستاخی صحابہ کرام میں، گستاخی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مشہور نہیں تھا تو اس کا لوگوں کے سامنے تذکرہ نہ کیا جائے۔ اگر وہ ان مذکورہ عیوب میں مشہور تھا پھر اس کا موت کے وقت چہرہ سیاہ ہو گیا ہو تو لوگوں کو بتانا چاہئے تاکہ دوسرے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔ اگر کسی گستاخ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موت پر یہ اعلان کیا جائے کہ حضرت شیخ القرآن کے چہرہ کی زیارت کرائی جائے گی پھر کہا جائے کہ جنازہ کے وقت زیارت کرائی جائے گی لیکن کسی ایک وعدہ کو بھی پورا نہ کیا جائے بلکہ بغیر منہ دکھائے دفن کر دیا جائے تو اس میت کے متعلق لوگوں کو یہ بتانا بہتر ہوگا کہ اس کا حال یہ ہے اور اگر نہ بتایا جائے تو لوگوں کو یہ خیال کر لینا چاہئے کہ

یہ میت ہے کسی گستاخِ رسول کی چہرہ دکھانے کے قابل نہیں ہے

اگر کوئی نیک آدمی فوت ہو تو اس کا چہرہ چمک رہا ہو یا بوقتِ غسل وغیرہ یا بعد از موت چہرہ پر تبسم ہو تو اس کا لوگوں کے سامنے ذکر کیا جائے تاکہ دوسرے لوگ بھی اسی طرح کے اعمال کرنے لگیں۔ (موت کا منظر، ص ۱۵۳)

پانی سے گیلی میت کو غسل دینے کا طریقہ کیا ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر میت کے جسم سے غسل کی صورت میں خود بخود پانی بہ جائے تو اس پر نمازِ جنازہ صحیح ہونے میں نیت اور فعل شرط نہیں یہاں تک کہ مردہ اگر پانی میں گر گیا اس پر مینہ برسا کہ سارے بدن پر پانی بہ گیا تو غسل ہو گیا مگر زندوں پر جو غسل میت واجب ہے یہ اس وقت بری الذمہ ہوں گے کہ نہلائیں۔ لہٰذا اگر مردہ پانی میں ملا تو بہ نیت غسل اسے تین بار پانی میں حرکت دے دیں کہ غسل مسنون ادا ہو جائے اور ایک بار حرکت دی تو واجب ادا ہو گیا مگر سنت کا مطالبہ رہا اور بلا نیت نہلانے سے بری الذمہ ہو جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا۔ مثلاً کسی کو سکھانے کی نیت سے میت کو غسل دیا واجب ساقط ہو گیا مگر غسل میت کا ثواب نہ ملے گا نیز غسل ہو جانے کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ نہلانے والا مکلف یا اہل نہیں ہے لہٰذا نابالغ یا کافر نے نہلا دیا تو غسل ادا ہو گیا یونہی اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو یا مرد نے عورت کو غسل دیا تو غسل ادا ہو گیا اگرچہ ان کو نہلانا جائز نہ تھا۔ (درمختار، ردالمحتار)

کیا بوسیدہ میت کو غسل دیا جائے گا؟

بیماری یا کسی اور وجہ سے میت کا بدن اگر ایسا ہوگیا کہ ہاتھ لگانے سے اسکی کھال اُدھڑے گی تو ہاتھ نہ لگایا جائے ویسے ہی پانی بہادیں اگر نہلانے کے بعد میت کے ناک، کان، منہ یا جسم کے کسی حصے سے خون بہ نکلے تو دوبارہ غسل کی حاجت نہیں ہاں اُس کے ناک، کان، منہ پر روئی وغیرہ رکھ سکتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج ا ص ۳۰۳)

اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو کیا غسل دیں گے؟

اگر مسلمان کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اُس کا اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اُس کو غسل وکفن دینگے اور اُس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھیں گے ورنہ اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے اس کیلئے سنت کے مطابق غسل وکفن نہیں ہے اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی۔ سر کی طرف سے اکثر کی مقدار سر سے لے کر سینے تک ہے۔ لہٰذا اگر اُس کا سر باہر ہوا تھا اور وہ چیختا تھا مگر سینے تک نکلنے سے پہلے ہی فوت ہوگیا تو اسکی نمازِ جنازہ نہیں پڑھیں گے پاؤں کی جانب سے اکثر کی مقدار کمر تک ہے بچہ زندہ پیدا ہوا یا مردہ یا کچا گر گیا اُس کا بھی نام رکھا جائے گا اور وہ قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا۔ (درمختار، ردالمختار، رسائل عطاریہ حصہ اوّل ص ۱۳۷)

اگر کسی کو غلطی سے بغیر غسل کے دفن کر دیا تو؟

اگر کسی غلطی کی بنا پر کسی میت کو غسل دیئے بغیر قبر میں اُتار دیا جائے لیکن ابھی تک اگر مٹی نہیں ڈالی اور پتا چل گیا کہ اس کو غسل نہیں دیا گیا تو دوبارہ غسل دیکر نمازِ جنازہ بھی پڑھیں اگر مٹی ڈال دی ہو تو پھر معاملہ سپردِ خدا کر دیا جائے اور میت کو قبر سے نہ نکالا جائے۔

کیا غسل میت کے وقت خوشبو سلگانا جائز ہے؟

نہلانے والے کے پاس خوشبو سلگانا مستحب ہے کہ اگر میت کے بدن سے بو وغیرہ آئے تو لوگوں کو پتا نہ چلے ورنہ گھبرائیں گے یا اس کی برائیاں بیان کریں گے اور حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ اپنے مردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور ان کی برائیوں سے باز رہو۔ (بہارِ شریعت، ج ا ص ۳۰۰)

میت کو تیمم کس صورت میں کرائیں گے؟

اگر میت عورت یا مشتہاۃ لڑکی ہو جو اتنی صغیر السن نہیں اور وہاں کوئی عورت نہیں تو دس گیارہ برس کا لڑکا اگر نہلا سکے (تو اسے نہلایا جائے) اگر چہ دوسرے کے بتانے سے یا کوئی کافرہ عورت ملے اور بتانے کے موافق نہلا سکے تو اس سے نہلائیں ورنہ کوئی محرم تیمم کرائے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف، ج ۴ ص ۵۳۹)

کیا مردہ غسل دینے والے کو دیکھتا ہے؟

حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم، نبی محترم، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے فرمایا کہ میت اپنے غسل دینے والے، اُٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اُتارنے والے کو پہچانتی ہے۔ نیز حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے فرمایا کہ مردہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانتا ہے اور اگر مرتے وقت اس کی روح ایمان کی بشارت دی گئی ہے تو اپنے اُٹھانے والے سے جلدی چلنے کی گزارش کرتا ہے اور اگر جہنم رسید ہونے کی اطلاع دی گئی ہے تو وہ اسے روک رکھنے کی درخواست کرتا ہے۔ نیز حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میت ہر چیز کو پہچانتی ہے حتی کہ وہ اپنے غسل دینے والے سے کہتی ہے کہ آہستہ غسل دو اور فرشتہ اس کو چار پائی پر کہتا ہے کہ تو لوگوں کی زبانی تعریف سن (کہ وہ تیرے متعلق کیا کہتے ہیں)۔ (احمد، طبرانی، شرح الصدور، ابن ابی الدنیا، موت کا منظر، ص ۱۵۵)

جس برتن سے میت کو غسل دیا اُس کا استعمال جائز ہے؟

بعض جگہ پر دستور ہے کہ عموماً غسل میت کیلئے کورے گھڑے لاتے ہیں۔ اس کی کچھ ضرورت نہیں گھر کے استعمال گھڑے یا لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور بعض جگہ پر تو جہالت کی وجہ سے یہ کرتے ہیں کہ غسل میت کے بعد توڑ ہی ڈالتے ہیں، یہ ناجائز و حرام ہے کہ مال ضائع کرنا ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ یہ تو نجس ہو گئے تو یہ بھی فضول بات ہے کہ اوّلاً تو اس پر چھینٹیں نہیں پڑتیں اور پڑیں تو اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ میت کا غسل نجاست حکمیہ دور کرنے کیلئے ہے تو مستعمل پانی کی چھینٹیں پڑیں اور مستعمل پانی غسل نہیں جس طرح زندوں کے وضو و غسل کا پانی اور اگر فرض کیا جائے کہ نجس ہی پانی کی چھینٹیں پڑیں تو دھو ڈالیں دھونے سے تو پاک ہو جائیں گے اور اکثر جگہ وہ گھڑے مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں۔ اگر نیت ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے گا اور اس کا مردے کو ثواب ملے گا تو یہ اچھی نیت ہے اور رکھنا بہتر ہے۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو یہ بڑی حماقت ہے اور بعض لوگ گھڑے کا پانی پھینک دیتے ہیں، یہ بھی حرام ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ا ص ۳۰۲)

مردہ کے ہاتھ کس طرح رکھیں؟

میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ بعض لوگ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں، یہ بھی نہ کریں۔ (بہارِ شریعت، ج ا ص ۳۰۲)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غسل پاک

حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مل کر دیا ایک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا زاد اور دوسرے چچا ہیں۔ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو وصیت تھی کہ تمہارے سوا کوئی اور غسل نہ دے اور نہ ہی کوئی میرا ستر دیکھے۔ اگر اس کے خلاف ورزی ہوئی تو اس کی بینائی جاتی رہے گی غسل دیتے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی جیسا کہ دوسرے لوگوں کے پیٹ وغیرہ سے خارج ہوتی ہے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کتنی صفائی اور کتنی پیاری خوشبو ہے۔ حیات میں بھی اور وفات میں بھی۔ مروی ہے کہ غسل کے وقت حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پلکوں کے نیچے اور ناف کے گوشہ مبارک میں پانی جمع ہو گیا تھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو اپنی زبان سے چوسا اور فرمایا کرتے تھے کہ اس پانی کی وجہ سے مجھ میں علم کی کثرت ہے اور میرے حافظہ کی قوت ہے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خوشبو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو لگائی تھی وہی خوشبو آپ نے وصیت کی کہ اس کو میرے بدن پر لگایا جائے۔ (مدارج النبوۃ)

غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حنظلہ نامی ایک شکیل خوبرو جوان حسن و زیبائی کا ایک گل رعنا اور عشق و ایمان کا ایک دہکتا ہوا لالہ اپنے قبیلے میں ہر شخص کو محبوب نظر تھا۔ بارِ حیا سے پلکیں جھکی رہتی تھیں شوقِ شہادت میں آنکھوں سے کوثر کی شراب ٹپکتی تھی پاکباز حسن کی دلکشی بھی کتنی سحر انگیز ہوتی ہے ایک حنظلہ اپنے قبیلے کے جمالستان میں ہزاروں دلوں کی دھڑکن بن چکے تھے۔ انہیں خود خبر تک نہیں تھی کہ تصورات کی کتنی انجمنوں میں ان کی یادوں کے چراغ جل رہے ہیں اس عالم فانی کی زندگی میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے تھے کہ بندہ مومن کے تمام ارمانوں کا مرکز صرف رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہستی ہے۔ شمع رسالت کے پروانوں کیلئے اس زمین پر ایمان سے زیادہ کوئی لذیذ چیز نہیں ہے۔ میکدہ عرفان کا بدہ نوش حسن و شراب کی سرمستیوں پر تھوکنا بھی اپنی بے نیازوں کی توہین سمجھتا ہے۔

یہی وہ لافانی تصورات تھے جن کی لہروں میں حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی شرابور رہا کرتی تھی صحبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیضان سے اس ان کے روحانی تقدس کا فروح اب اس نقطہ عروج پر پہنچ گیا تھا کہ جہاں پر دامن تر کے ٹپکتے ہوئے قطروں سے گلائے قدس کیلئے شبنم مہیا کی جاتی ہے۔

اسی رنگ و نور کے پاکیزہ ماحول میں حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن گزرتے گئے اور عمر کارواں آگے بڑھتا گیا یہاں تک کہ جب ان کے حسن و شباب کا خط نصف انہار پر پہنچ گیا تو ماں نے ایک دن بیٹے کے سامنے اس آرزوئے شوق کا اظہار کیا جس کی تمنا ہر ماں کو ہوتی ہے یعنی بیٹے کی شادی تو ماں نے کہا میرے ارمانوں کے شگفتہ پھول تمہاری شادی کیلئے قبیلے کے ممتاز گھرانوں سے بہت سے پیغامات آرہے ہیں اگر تم اجازت دو تو کوئی مناسب پیغام منظور کرلوں۔

سعادت مند بیٹے نے ماں کے قدموں کا بوسہ لیتے ہوئے جواب دیا پیاری ماں میری رگوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چاشنی سرایت کر چکی ہے اور میں اُس مستیٔ عشق میں مدہوش ہو چکا ہوں اب میری زندگی اسیرِ شوق بنانے کیلئے وہی زنجیر کافی ہے اب دل کا کوئی گوشہ کسی غیر کیلئے خالی نہیں ہے۔

چراغِ قدس کے پروانے کو اسی شبستان میں رہنے دو ماں! جہاں دونوں جہاں کی فراغت نصیب ہے بے نیام تلواروں اور لالہ کی طرح سرخ میدانوں سے زندگی کی رفاقت کا عہد کرنے والوں کو اب اور کسی پیمانِ وفا کی طرف مت لے جاؤ کیونکہ شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منادی کب آواز دے دے کسی کو کیا معلوم ایک کفن بردوش مجاہد کو ہر وقت گوش برآواز رہنا چاہئے۔

ماں نے سعادت مند بیٹے کے چہرے کی بلائیں لیتے ہوئے کہا، بیٹا مانا کہ تیری رگوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چاشنی گردش کر رہی ہے۔ لیکن بیٹا ازدواج بھی تو اسی شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے جس کے حکم پر گوش برآواز رہنے کیلئے تم زندگی کی فراغت چاہتے ہو شاید تمہیں اس کی خبر نہ ہو کہ تمہارے اسی موسم حیات کی بہار دیکھنے کیلئے میں نے کتنی ہی پریشانیوں کا مسکراتے ہوئے خیر مقدم کیا ہے اور کتنے ہی آرام کی بھٹی میں سلگ سلگ کر میں نے اپنی محبوب اُمیدوں کو مرنے سے بچایا ہے اپنی زندگی کی فصل بہار پر میرے مقدس ارمانوں کا اگر کچھ بھی حق تسلیم کرتے ہو تو مجھے اجازت دو کہ میں تمہاری پیشانی پر مسرت و شادمانی کا ایک مہکتا ہوا چمن آباد کروں۔

دل کو پارہ پارہ کردینے والی ماں کی باتیں سننے کے بعد ایک فیروز مند بیٹا کس طرح ماں کی شادمانیوں کا گلا دبا سکتا ہے لہٰذا انہوں نے سپردگی کے انداز میں سر جھکائے ہوئے جواب دیا ماں اب میرے اندر انکار کی جرأت نہیں ہے مادرِ مشفقہ کی خواہش کے احترام میں سرِ تسلیم خم کرتا ہوں پیاری ماں آپ کی مقدس آنکھیں جس طرح بھی ٹھنڈی ہوسکیں میری طرف سے اجازت ہے چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد قبیلے کے ایک معزز گھرانے کا رشتہ منظور کرلیا گیا حنظلہ جیسے شکیل خوبرو نوجوان کو پانے کیلئے بہت سے ارمانوں کا خون ہوا وہاں ایک آرزو پروان چڑھی اور قبیلے کی سب سے حسین و جمیل دوشیزہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے منتخب کرلی گئی بالآخر ایک خوشگوار شام کو نشاط و سرور کی پرنور فضا میں حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دولہا بنائے گئے اور نہایت ہی سادگی کے ساتھ عقدِ نکاح کی مقدس رسم ادا کی گئی۔

آج شادی کی پہلی رات تھی دو دھڑکتے ہوئے دل ہنگامہ شوق کے ایک نئے عالم میں داخل ہو رہے تھے پہلی بار ایک پارسا نوجوان کی نگاہ حسن و زیبائی کی نکھری ہوئی چاندنی میں خیرہ ہو کے رہ گئی۔ ہر طرف ارمانوں کے ہجوم کا پہرہ لگا ہوا تھا دو عفت مآب روحوں کی ملاقات کا کیا عالم تھا کون بتائے؟

البتہ تاریخ کے حوالے سے اتنا ضرور سراغ مل سکا کہ رات بھیگ جانے کے بعد پس دیوار اچانک منادی کی آواز فضا میں گونجی اور حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونک اُٹھے نشاط و طرب کے شوق انگیز لمحوں کا تسلسل ٹوٹ گیا چہرے پر ایک گہرے تجسس کا نشان اُبھرا اور شدتِ اضطراب کے عالم میں کھڑے ہو گئے دیوار سے کان لگا کر اعلان کے الفاظ کو دوبارہ غور سے سنا دربارِ رسالت کا منادی آواز دے رہا تھا کہ کفر کی یلغار اسلام کی طرف بڑھتی آ رہی ہے ناموس حق کے پروانے بغیر کسی لمحہ انتظار کے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں مجاہدین اسلام کا صف شکن قافلہ تیار کھڑا ہے سپیدہ سحر کی نمود سے پہلے پہلے میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہو جائے گا۔

اعلانِ جنگ کے الفاظ ایک نشتر کی طرح سینے میں اُتر گئے اب حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ میں نہیں تھے جذبات کے تلاطم کا عالم قابو سے باہر ہوتا جا رہا تھا فرض نے انہیں مشکلات کے گھنے اندھیرے سے پکارا تھا بیخودی کی حالت میں ایک بار نظر اُٹھا کر اپنی نئی نویلی دلہن کو دیکھا۔ حسرتناک کرب کے ساتھ بڑی مشکل سے یہ الفاظ اپنے منہ سے ادا کر سکے کہ جانِ آرزو میدانِ جنگ سے اسلام نے آواز دی ہے اب ہنگامہ شوق کے یہ خود فراموش لمحے ختم ہوئے اجازت دو کہ میں بھی مجاہدین کی اُس قطار میں شامل ہو جاؤں جو رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑی ہے اگر زندگی نے وفا کی اور معرکہ کارزار سے بخیر و سلامت واپس لوٹ آیا تو تمہاری زلفوں کی مہکتی ہوئی رات کا خیر مقدم کروں گا اور اگر خوش بختی سے میری زندگی کام آ گئی اور میرے جگر کا خون دینِ اسلام کی بنیاد میں جذب ہو گیا تو پھر قیامت کے دن شہیدانِ وفا کی صفوں میں تمہیں کہیں نہ کہیں ضرور ملوں گا اچھا اب اجازت دو وقت بہت نازک ہے۔

یہ کہتے ہوئے جیسے ہی قدم باہر نکالنا چاہتے تھے کہ بیوی نے دامن تھام لیا اور ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ بمشکل تمام یہ چند جملے ادا کر سکی ضیحانہ کوثر کی طرف بڑھنے والے کو کون روک سکتا ہے زحمت نہ ہو تو رسولِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم ناز کی امان میں مجھے بھی ساتھ لیتے چلو۔ اگر کہیں اس بارگاہ کی آخری صف میں بھی جگہ مل گئی تو اپنی خوش نصیبی پر تا ابد نازاں رہوں گی۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو لفظوں میں جواب دیا جانِ آرزو سرمدی اعزاز کے استحقاق کیلئے تمہاری یہی قربانی کیا کم ہے کہ تم نے بھرپور بشاشت کے ساتھ عیش و نشاط کے ان دلفریب لمحوں کو دینِ اسلام کی ضرورت پر نثار کر دیا ہے۔

یقین رکھو! گلشن جاوید کی طرف میں تنہا نہیں جا رہا ہوں تمہارے ارمانوں کا کارواں بھی میرے ہمراہ ہے اچھا اب اجازت دو خدا عزّ وجل اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کے وسیلہ جمیلہ سے تمہارے صبر و شکیب کی عمر دراز فرمائے یہ کہتے ہوئے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر نکل پڑے جب تک نظر آتے رہے عقیدت بھری نگاہ اُٹھتے ہوئے قدموں کو بوسہ دیتی رہی۔

رات کے پچھلے پہر جاں نثاروں کا لشکر دعاؤں کے ہجوم میں معرکہ کارزار کی طرف روانہ ہوگیا۔ جانِ رحمت، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناقہ مبارک پر سوار تھے پیچھے پیچھے پروانوں کی قطار چل رہی تھی وہ کیا خوب منظر ہوگا جب آگے آگے محبوبِ خدا عزّ وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چلتے ہوں گے اور پیچھے پیچھے نثارانِ مصطفیٰ جب کبھی رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیچھے پلٹ کر دیکھتے تو رخ زیبا کی تنویر سے مجاہدین کے سینوں میں فاتحانہ شوکتوں کا چراغ جل اُٹھتا تھا۔

میدانِ جنگ میں پہنچ کر سرفروشانِ اسلام کی صفیں آراستہ ہوگئیں۔ کفار کے لشکر نے بھی اپنا مورچہ سنبھال لیا دوسرے دن صبح کے وقت طلب جنگ بجتے ہی گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑتے تھے ان کے ہاتھ کی تلوار بجلی کا شرارہ معلوم ہو رہی تھی اور بے دریغ حملوں سے لشکرِ باطل میں ہر طرف شورِ قیامت برپا تھا اور حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاسی روح چشمہ کوثر کی طرف نہایت تیزی سے بڑھ رہی تھی عالم جاوید سے اب چند ہی قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا اور زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ان کے جگر میں آ کر پیوست ہوگیا آہ لہو کے اُڑتے ہوئے فوارے سے سارا جسم رنگین ہو کر رہ گیا اور جب تک رگوں میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی تھا کلمہ حق کی سربلندی کیلئے فولاد کی دیوار بن کر کھڑے رہے اور جب رگوں کی آگ بجھ گئی تو گھائل ہو کر زمین پر تشریف لے آئے اور چند ہی لمحوں کے بعد روحِ مقدس عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

دوپہر ڈھلتے ڈھلتے کفار میدان چھوڑ کر بھاگ گئے الحمدللہ عزوجل مسلمانوں کو کھلی فتح نصیب ہوئی جنگ ختم ہوجانے کے بعد جب زخمیوں کو اکٹھا کیا گیا اور شہیدوں کی لاشیں جمع کی گئی تو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندوں میں تھے نہ شہیدوں میں لہٰذا ان کی تلاش شروع ہوگئی ان کی گمشدگی پر سارے لشکر کو حیرت تھی جب وہ کہیں بھی نہ ملے تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرہ عرض کیا۔

تو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند لمحے توقف فرمانے کے بعد آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو عالم بالا کے پردہ کو چیرتی ہوئی نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منزلِ مقصود تک جا پہنچی دیکھا اور مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا، حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کو عالم بالا میں فرشتے اُٹھا کر لے گئے ہیں وہاں انہیں غسل دیا جارہا ہے تھوڑی دیر کے بعد حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش سب کے سامنے موجود تھی بال بھیگے ہوئے تھے خون آلود جسم اقدس سے پانی کے قطرے تسلسل کیساتھ موتیوں کی طرح لڑی بنائے بہہ رہے تھے مدینہ پہنچ کر جب گھر والوں سے ان کے حالات معلوم کیے تو معلوم ہوا کہ رات کو گھر سے چلتے وقت ان پر غسل جنابت فرض ہو چکا تھا اضطراب شوق نے فرض اُتارنے کی بھی انہیں مہلت نہیں دی اور غسل جنابت کا وہ فریضہ عالم بالا میں فرشتوں کے ذریعے اُتارا گیا اور اسی دن سے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے غسیلِ ملائکہ قرار پایا۔

واہ سبحان اللہ عزوجل غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جب ایسی داستانیں آنکھوں کے سامنے سے گزرتی ہیں تو دل باغ باغ ہوجاتا ہے اور جوشِ ایمانی سے خون کی حرارت تیز ہوجاتی ہے اور سر فخر سے بلند ہوجاتا ہے اللہ عزوجل ان کی قربانیوں کے صدقے سے ہمیں بھی ایمان کی چاشنی وحلاوت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (زلف وزنجیر، ص ۱۵۵)

سرسبز و شاداب جنگل میں سرگیں آنکھیں خوبصورت جسم والا ایک ہرن چوکڑیاں بھرتا ہوا بھاگا جا رہا تھا اور اس کے تعاقب میں ایک گھوڑا سوار جس کے چہرے سے جوانمردی و بہادری ٹپکتی تھی سرپٹ بھاگا جا رہا تھا اُس ہرن کو اللہ عزّ وجلّ نے قوتِ گویائی بخشی اس نے سر گھما کر اپنے تعاقب میں آنے والے شکاری سے مخاطب ہو کر کہا تیر میری طرف پھینکتے ہو اور وہ شخص جو تیرے بھتیجے کو قتل کرنے پر آمادہ ہے اُس کی طرف کیوں نہیں پھینکتے ہو اگر تم یہ تیر اُس پر چلاؤ تو میرے پیچھے بھاگنے سے بدرجہا بہتر ہے۔

شکاری نے سنا تو گھوڑا روک لیا۔ سخت متعجب و حیران تھا، ساری عمر سیر و شکار میں گزاری تھی ایسا کبھی نہ ہوا تھا کہ کسی جانور نے گفتگو کی ہو۔ گھوڑے کی لگام موڑی اور آہستہ آہستہ سوئے مکہ چل پڑا، دل و دماغ میں ہرن کی باتیں گردش کر رہی تھیں۔ اسی کشمکش میں انہیں اپنے بھتیجے کا بھی خیال آیا جنہوں نے دعوتِ توحید کی صدا بلند کر رکھی تھی۔ لیکن آج تک اتنی فرصت ہی نہ ملی تھی کہ شرک و توحید کی حقانیت پر غور کرتا لیکن اب محسوس ہوتا تھا جیسے حق روشن ہوتا جا رہا ہو۔ انہیں سوچوں میں مستغرق جب یہ نوجوان کوہِ صفا کے قریب پہنچا تو عبداللہ بن جدوان تیمی کی ایک لونڈی جس کا وہاں مکان تھا سامنے آئی اور نوجوان کو اس کی کنیت سے پکارا اے ابو عمارہ! جیسے ہی آواز کانوں سے ٹکرائی، نوجوان نے گھوڑا روک لیا۔ لونڈی قریب آ کر کھڑی ہو گئی اور اشکبار آنکھوں سے بھرائی ہوئی آواز کے ساتھ بمشکل یہ الفاظ ادا کر سکی کہ اے کاش! تھوڑی دیر پہلے آپ آ جاتے اور اپنے بھتیجے کا حال دیکھتے آہ! اُسی وقت سے میرا دل پارہ پارہ ہو رہا ہے۔

اُس نوجوان نے بیتابی کے عالم میں پوچھا کیا ہوا؟ اُس کنیز نے ڈبڈبائی ہوئی آواز میں جواب دیا کہ آپ کے بھتیجے جن کو اللہ عزّ وجلّ نے خاتم النبیین بنا کر بھیجا ہے وہ نورانی سے چہرے والے پیارے پیارے مکھڑے والے ید اللہ کے ہاتھوں والے خانہ کعبہ میں حق و باطل کے متعلق وعظ فرما رہے تھے کہ کم بخت ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے انہیں بہت ایذا دی طعنے کسے دشنام طرازی کی لیکن وہ نور کا پیکر خاموش کھڑا سر جھکائے سنتا رہا انہوں نے خوب زبان درازی و طعنہ کشی کی مگر وہ منبع حلم و حیا بغیر جواب دیئے سر جھکائے نگاہیں نیچی کیئے واپس تشریف لے گئے۔

بس ایک نشتر تھا جو ابو عمارہ کے سینے سے پار ہو گیا آنکھیں اس کی تاب نہ لاتے ہوئے اشکوں کے موتی برسانے لگیں۔ پس ایک لہر تھی جس نے خون کی گردش کو تیز کر دیا یہ نوجوان درد و ملال سے تڑپ اُٹھا رگِ حمیت میں جوش آ گیا اس سے زیادہ سننے کا یارا نہ تھا گھوڑے کو ایڑ لگائی اور تیزی کے ساتھ مسجدِ حرام کی طرف بڑھنے لگے پانی کی طرح یہ طوفان اپنا راستہ خود بناتا جا رہا تھا راستے میں کسی سے گفتگو کرنا تو درکنار کسی جانب متوجہ بھی نہیں ہوئے حالانکہ اس سے قبل جب بھی شکار سے واپسی ہوتی راہ ملنے والوں سے چند ایک باتیں ہوتیں پھر طواف کعبہ کے بعد گھر جاتے مگر آج کالی گھٹاؤں کی طرح جوشِ انتقام میں آگے ہی بڑھتے جا رہے تھے۔

کچھ ہی لمحوں کے بعد مسجدِ حرام میں جا پہنچے اُس وقت شیطانی لشکر کا سرغنہ، ابو جہل اپنے ٹڈی دل شیطانی لشکر کے ساتھ مل کر قہقہے لگا رہا تھا کہ آج انہوں نے مبلغ اسلام رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو درسِ توحید سے روک دیا تھا اپنی اس کامیابی پر سب ہی قہقہے لگا کر ہنس رہے تھے کہ ابو عمارہ بھی قیامت کی طرح اُن کے سر پر پہنچ گئے ان کو اسطرح کھلکھلاتا دیکھ کر آنکھوں میں خون اُتر آیا بس ایک ہاتھ کمان کی طرف اُٹھا اور ساون کی گھنگھور گھٹاؤں کی طرح برسنے لگ گیا ابو جہل کا سر سات جگہ سے پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ بنی مخزوم کے کچھ لوگ اس کی حمایت کو اُٹھے اور یک زبان بولے، حمزہ لگتا ہے کہ تم بھی بددین ہو گئے ہو۔

یہ ان کا اصلی نام تھا۔ ابو عمارہ ان کی کنیت تھی اور نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چچا زاد بہن تھیں۔ اسی نسبتی تعلق کے علاوہ رضاعی بھائی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا کیونکہ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ عمر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف دو سال بڑے تھے بچپن سے ہی شمشیر زنی، تیر اندازی اور پہلوانی کا شوق تھا۔ سیر و شکار میں غیر معمولی دلچسپی تھی جسم مضبوط و توانا تھا۔ چہرے پر خوب گھنی داڑھی تھی۔ جس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کو بڑا رُعب دار بنا دیا تھا۔ کوئی مدمقابل آنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بہادر تھے اس لئے آگے چل کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اسد اللہ و اسد رسول یعنی اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شیر کا لقب عطا فرمایا۔ یہ خونی رشتہ تھا جس وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حمایت کیلئے کود پڑے تھے۔ خیر جب انہوں نے طعنہ دیا کہ شاید تم بھی دین سے بدل گئے ہو تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیر کی طرح گرجتے ہوئے ارشاد فرمایا ہاں جب اس کی حقانیت مجھ پر روشن ہو گئی ہے تو اب کون سی چیز مجھے اس سے باز رکھ سکتی ہے۔ سن لو میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے بھتیجے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں اور وہ جو کچھ بھی فرماتے ہیں وہ سب حق ہے، حق ہے اور حق ہے۔ مجھے اُس ذات کی قسم جس پر وہ ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں میں اس حق سے پھر نہیں سکتا اگر تم سچے ہو تو مجھے روک کر دیکھ لو۔

خیر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے دامن توحید سے وابستہ ہوگئے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام تر توانائیاں دین اسلام کی سربلندی کیلئے وقف ہوگئیں تھیں۔ جب مسلمانوں پر شدائد ومظالم کی انتہا ہوگئی تو بعثت کے تیرہویں سال ہجرت مدینہ کا حکم ہوا تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہجرت فرما کر مدینے آگئے اور مدینے میں حضرت سیّدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قیام پذیر ہوئے یہاں مسلمانوں کو مکمل مذہبی آزادی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دادِ شجاعت دینے کا خوب موقعہ میسر آیا۔ یہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ مواخات حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سارے معرکوں میں امیر قافلہ یعنی جرنل کی حیثیت سے جانے کی سعادت ملی پھر آخر کار جنگِ بدر میں شکست فاش کے بعد مشرکین کی نیندیں حرام ہوگئیں۔ آتش انتقام میں جل رہے تھے کیونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار خار اشگاف نے کئی نامی سرداروں کو موت کا جام پلایا تھا۔ لہٰذا مشرکین قریش آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کے پیاسے ہوگئے تھے۔ جبر بن مطعم کا غلام وحشی نیزہ بازی کا بڑا ماہر تھا۔ جبر نے اپنے چچا طعمہ بن عدی کے قتل کا انتقام لینے کیلئے اپنے غلام کو آمادہ کیا کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کردے تو اس کے عوض اسے آزاد کردیا جائے گا۔ آزادی کے لالچ میں تیار ہوگیا اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ شوال ۳ ہجری میں کفارِ مکہ بدر کا انتقام لینے کیلئے مدینہ پاک پر چڑھائی کی غرض سے آئے انفرادی قوت وجنگی ساز وسامان کی کمی نہ تھی۔ ہادیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات سو جاں نثاروں کے ہمراہ انہیں اُحد کے دامن میں روکا۔ ۷ شوال بروز ہفتہ جنگ کا آغاز ہوا سب سے پہلے سباع خزاعی نے میدان میں نکل کر مبارزطلبی کی تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقابلے پر آئے اور پرجوش انداز سے شیر کی طرح دھاڑ مارتے ہوئے للکار کر فرمایا، اے ام عمار صفعہ نجس کے بچے کیا تو اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑنے آیا ہے۔

بس کیا عالم تھا اُس وقت یوں سمجھ لو کہ جس طرح جنگل کا شیر دیکھ کر گیدڑ پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے یہی حال کفار کا تھا۔ کافی دیر کے بعد للکارنے والا سامنے آیا۔ ایک تلوار بجلی کی طرح چمکی اور سر گاجر کی طرح زمین پر آیا کفار میں کھلبلی سی مچ گئی اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ہاتھوں میں تلوار لئے دشمنوں کی صف میں گھس جاتے اور کشتوں کے پشتے لگا دیتے جس طرف رخ کرتے صفیں درہم برہم کردیتے تنہا اس شیر نے اِکتیس نامور مشرکین کو واصل جہنم کیا۔ وحشی ایک چٹان کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا اور اس بات کا منتظر تھا کہ یہ ان کے وار میں کب آتے ہیں تا کہ یہ حملہ کر کے انکو ختم کردے۔ اسی اثناء میں کسی نے پوچھا کہ یہ آندھی کی طرح ریت کے ذرّوں کو اُڑانے والا شیر کون ہے؟

تلواروں کی کھنک میں کسی نے جواب دیا یہ اللہ عزّ وجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شیر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں آپ کی تلوار بجلی کی طرح چمک رہی تھی اور اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں کسی پتھر سے ٹکرایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑکھڑائے اسی اثناء میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ سے زرہ ہٹ گئی، وحشی اسی انتظار میں تھا۔ موقعہ پاتے ہی اُس نے اپنا حربہ اس زور سے پھینک کر مارا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

کفار کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ عورتوں نے خوشی سے ترانے گائے سب سے زیادہ کفار آپ ہی کے حملوں سے خوف زدہ تھے یہ تین ہجری ۱۵ شوال کا واقعہ ہے۔ اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۵۴ سال تھی۔ الحمدللہ مسلمانوں کا خون رنگ لایا اور کھلی فتح نصیب ہوئی لیکن بعد میں ایک چھوٹی سی غلطی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے جنگ کا پانسہ اچانک کفار کے حق میں پلٹ گیا جس سے مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا جب کفار اپنے مردوں کو دفنا کر چلے گئے تو مسلمانوں نے اپنے جانثاروں کو اُٹھانا شروع کیا اس غزوہ میں ستر مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا تھا۔ اکثر شہداء کا کفارِ بد اطوار نے مثلہ کیا تھا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنتِ عتبہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کان ناک کاٹ کر ہار بنایا اور جگر نکال کر چبا چبا کر تھوک دیا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ اس نے کچھ کھایا بھی ہے عرض کیا گیا نہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزّ وجل حمزہ کے کسی عضو کو جہنم میں داخل نہ ہونے دیتا شہدائے اسلام کی تجہیز و تکفین کا سلسلہ شروع ہوا جب نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چچا کی لاش کا دل خراش منظر دیکھا تو دل بھر آیا اور فرمایا تم پر اللہ عزّ وجل کی رحمت ہو تم رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے اور نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ اگر صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا خیال نہ ہوتا تو تمہیں اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درندے اور پرندے کھا جائیں اور تم روزِ قیامت انہیں کے شکم سے اُٹھائے جاؤ اگر مجھے قابو ملا تو کفار کے ستر افراد قتل کردوں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانا حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا اور فتح مکہ کے دن ستر کفار مارے گئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خیال اس لئے آیا تھا کہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بہن تھیں۔ بھائی کی شہادت کا سنا تو روتے ہوئے جنازہ کے پاس تشریف لائیں لیکن حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعش دیکھنے کی اجازت نہ دی اور تسلی تشفی دے کر واپس بھیج دیا جاتی مرتبہ اپنے بیٹے زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دو چادریں دے گئیں کہ کفن کا کام لیا جائے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں ایک انصاری کی لاش بھی بے کفن پڑی تھی۔ لہٰذا ایک چادر ان کے اوپر ڈال دی گئی اور دوسری چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ سر چھپایا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اگر پاؤں چھپائے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا عجیب رقت آمیز منظر تھا، جو چرخ نیلی فام نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا۔ یہ مرد مجاہد کی لاش تھی جس نے صرف اپنی جان نہیں بلکہ تمام مال اسباب بھی پیش کیا تھا۔ آج اُس کی لاش کیلئے کفن کا کپڑا بھی نہیں مل رہا تھا۔ وہ مفلس ہونے کے باوجود بھی اللہ عزّ وجل کی رضا پر شاکر رہتے تھے۔ یہ سیّد الشہداء اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شیر کا جنازہ تھا۔ چنانچہ چہرہ چھپا دیا گیا اور پاؤں پر گھاس اور پتے ڈال دیئے۔ نمازِ جنازہ کے بعد بروایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو شہیدوں کو ایک ساتھ قبر میں دفن کردیتے تھے۔ دفن کرنے سے قبل دریافت فرماتے تھے کہ ان دونوں میں قرآن پاک کس کو زیادہ یاد ہے۔ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کردیا جاتا تو اسے قبر میں پہلے اُتارا جاتا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ وہ حمزہ کو غسل دے رہے ہیں شہید کو غسل نہیں دیا جاتا لیکن سیّد الشہداء کو ملائکہ غسل دے رہے تھے یہ اس لئے تھا کہ طبقاتِ ابن سعد میں درج ہے کہ اُس دن اس مرد مجاہد پر غسل جنابت تھا جس وجہ سے ملائکہ نے آپ کو غسل دیا۔

واہ! ان حضرات قدسیہ کا کیسا جذبہ ایمانی تھا کہ جب اسلام کو ان کے مال، اولاد، جان کی ضرورت محسوس ہوئی تو انہوں نے ہنس کے پیش کردیا اللہ عزّ وجل ان کی قبور پرانوار کی برکھا برسائے۔ (جرنیل صحابہ، ص ۳۱)

مردہ تختۂ غسل پر مسکرا پڑا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیّدنا ربیع بن حراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے ولی کامل تھے۔ آپ اس قدر سنجیدہ اور کم گو تھے کہ آپ نے قسم کھالی تھی کہ ساری زندگی کبھی کھل کھلا کر ہنسیں گے نہیں۔ چنانچہ آپ نے ساری زندگی اسی طرح سنجیدگی میں گزاری مرنے کے بعد آپ (تختۂ غسل) پر مسکرا پڑے جب یہ معاملہ چھوٹے بھائی نے دیکھا تو قسم کھالی وہ بھی جب تک اپنا ٹھکانہ معلوم نہ کرلیں نہیں ہنسیں گے۔ چنانچہ انہوں نے بھی اسی طرح اپنی ساری زندگی گزاردی۔ راوی کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد جب تک لوگ ان کو غسل دیتے رہے وہ مسکراتے رہے۔ (شرح الصدور، ص ۱۷۱)

مفتی اعظم ہند وقتِ غسل مسکرا پڑے

شہزادۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجدارِ اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ رات تقریباً ایک بج کر چالیس منٹ پر بریلی شریف میں وصال ہوا۔ بعدِ وصال آپ کے چہرہ زیبا پر آثارِ تبسم تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان دو اشعار کے مصداق تھے ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو　　ہمہ خنداں بودند تو گریاں

آن چناں زی کہ وقت رفتن تو　　ہمہ گیریاں بودند تو خنداں

اے انسان! تجھے یاد ہے کہ جب تو پیدا ہوا تھا تو سب ہنس رہے تھے اور تو رہا تھا۔

لیکن وقتِ رُخصت یعنی موت کے وقت تیری شان یہ ہونی چاہئے کہ تو ہنس رہا ہو اور سب رو رہے ہوں۔

ہندوستان کے جلیل القدر محدثین مفسرین اور مشائخ اور خاندان کے افراد کی موجودگی میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غسل دیا جارہا تھا ملبوسات اُتار لئے گئے اور ایک چادر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم مبارک پر ڈال دی گئی۔ اچانک ہوا چلی اور جسم اطہر پر پڑی ہوئی چادر ہوا کی وجہ سے ہلنے لگی قریب تھا کہ بے پردگی ہوجاتی۔ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں حرکت پیدا ہوئی اور ہاتھ بتدریج اُٹھا جس کو تمام حاضرین نے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس اُڑنے اور کھسکنے والی چادر کو اُنگشت شہادت اور بیچ والی انگلی کی گرفت میں لے لیا اور پھر بتدریج ہاتھ مبارک نیچے آگیا اور جسم مبارک پر چادر تن گئی اور آپ نے تا فراغتِ غسل چادر کو اپنے دستِ مبارک سے نہ چھوڑا جب کفن زیب تن کرنے کا وقت آیا تو چادر دستِ پاک سے چھوڑ دی۔ (ماہنامہ استقامت کانپور رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مفتی اعظم ہند۔ فیضان سنت، ص ۱۹۷)

مرحوم تختۂ غسل پر مسکرادیئے

عبدالغفار قادری عطاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پاکستان کے مشہور شہر لاہور کے باشندے تھے۔ آپ کا درمیانہ قد خوبصورت چہرہ بچپن سے ہی بڑے ہونہار تھے۔ آپ کی آواز بہت زیادہ سریلی تھی ابتداءً بری سوسائٹی کی وجہ سے آپ کوگلوکاری کا شوق ہوا۔ آپ نے باقاعدہ موسیقی کافن سیکھا پھر امریکا کلب میں ملازمت کرنے کیلئے بھاگ دوڑ میں مصروف ہوگئے لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ قسمت اچھی امریکہ میں نوکری نہ ملی ورنہ آج شاید ہزاروں دِلوں میں اُن کی محبت وعقیدت کی شمع روشن نہ ہوتی خوش قسمتی سے اُن پر ایک ولی کامل کی نگاہ پُر اثر پڑ گئی۔ واہ! کسی نے کیا خوب فرمایا کہ

غلامانِ مصطفیٰ دنیا میں دیکھے ہیں امام اکثر
پل میں تقدیریں بدل دیتے ہیں محمد ﷺ کے غلام اکثر

اس ولی کامل واکمل کی نگاہ نے صرف اس ایک نوجوان کی نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں نوجوانوں کی قسمت کو چمکایا اُس شخصیت کو صرف ہمارا ملک ہی نہیں بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک جانتے پہچانتے اور الحمدللہ عزّ و جل مانتے ہیں۔

خیر خوش قسمتی سے تقریباً سات سال قبل دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول میسر آ گیا اب فلمی گانوں کی جگہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری پیاری نعتوں نے لے لی کبھی اسٹیج پر آ کر مزاحیہ لطیفے سنا کر لوگوں کو ہنساتے تھے اب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہجر وفراق کے پر سوز قصیدے گنگنا کر عاشقوں کو رُلاتے اور دیوانوں کو تڑپانے لگے۔ دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحول کی برکتوں نے ایک ماڈرن نوجوان کو پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیوانہ اور سرتا پا سنتوں کا نمونہ بنا دیا۔ چہرے پر داڑھی مبارک سر پر زُلفیں اور ہر وقت سنت کے مطابق سفید لباس اور سر پر گنبدِ خضرا کی محبت سے مالا مال سبز سبز عمامہ مبارک کا تاج رہنے لگا نہ صرف خود سنتوں پر عمل کرتے بلکہ اپنے بیان کے ذریعے دوسروں کو بھی سنتوں پر عمل کی ترغیب دلاتے رہے وہ ایک اچھے مبلغ نعت گو شاعر تھے۔ میرا حسن ظن ہے کہ وہ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بااخلاق وباکردار مسلمان تھے۔ چندروز بستر علالت پر رہ کر ربیع الثانی کی چاندرات ۱۴۰۶ھ شب ہفتہ بمطابق ۱۴ دسمبر ۱۹۸۵ء کو صرف بائیس سال اس بے وفا دنیا میں گزار کر بھرپور جوانی کے عالم میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون — ترجمۂ کنزالایمان: ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھا وہ طیب و طاہر گیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مجھے اس خوش نصیب مبلغ کی قسمت پر رشک آ رہا ہے کیونکہ مدنی ماحول کی جو برکتیں انہیں نصیب ہوئیں وہ تو اپنی جگہ لیکن وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گئے۔ اس لئے کہ امیر اہلسنّت امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ مجھے لگتا ہے کہ وہ زندگی کی بازی جیت گئے انہیں سنتیں کام آ گئیں جن کی سنتیں عام کرنے کی دھن تھی اُس محسن وشفیق آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم ہو گیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! وہ منظر بڑا پر کیف تھا جب امیر اہلسنّت خود بنفس نفیس مرحوم عبد الغفار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تکفین و تدفین میں اوّل تا آخر پیش پیش رہے وہ کیا منظر ہوگا جب مبلغین دعوتِ اسلامی مل جل کر نہایت ہی احتیاط کے ساتھ مرحوم کو غسل دے رہے ہوں گے اور امیر اہلسنّت چاند سا چہرہ چمکاتے ہوئے غسل کی سنتیں ارشاد فرما رہے ہوں گے۔ امیر اہلسنّت فرماتے ہیں کہ جب دورانِ غسل مرحوم کو بٹھایا گیا تو چہرے پر اس طرح مسکراہٹ پھیل گئی جس طرح وہ اپنی زندگی میں مسکرایا کرتے تھے۔ امیر اہلسنّت فرماتے ہیں کہ میں اُس وقت مرحوم کی پشت پر تھا کچھ اسلامی بھائی چہرے کی طرف تھے اُن سب نے یہ منظر دیکھا کفن پہنانے کے بعد چہرہ کھلا چھوڑ دیا گیا اور آخری دیدار کیلئے لوگ آنے شروع ہوئے۔ امیر اہلسنّت فرماتے ہیں، میں اور میرے ساتھی یعنی مریدین مل کر نعت شریف پڑھ رہے تھے کہ بعض دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مرحوم کے ہونٹ بھی آہستہ آہستہ جنبش کر رہے تھے گویا کہ وہ عاشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعت شریف پڑھنے میں ساتھ دے رہے تھے۔

حسبِ وصیت عاشقِ مدینہ امیر اہلسنّت امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی جنازہ مبارک کا جلوس بہت بڑا تھا اور اُس وقت سماں بھی قابل دید تھا ذکر و دُرود اور نعت وسلام سے فضا گونج رہی تھی گویا کہ عاشقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ دھوم دھام سے جا رہا تھا۔ کسی نے کیا خوب منظر کشی کی ہے ؎

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
محبوب کی گلیوں سے ذرا گھوم کے نکلے

بالآخر اشکبار آنکھوں کے ساتھ مرحوم کو سپردِ خاک کیا گیا بعدِ تدفین عزیز و اقارب رُخصت ہوگئے۔ مگر اب بھی روحانی رشتہ دار یعنی دعوتِ اسلامی والے اسلامی بھائی کثیر تعداد میں کافی دیر تک قبر پر موجود رہے اور نعت خوانی ہوتی رہی۔ مرحوم کے سوئم کے سلسلے میں شہید مسجد کھارادار کراچی میں عشاء کی نماز کے بعد امیر اہلسنّت اور دیگر اسلامی بھائی شریک ہوئے سب نے مل کر قرآن خوانی اور محفلِ نعت کا انعقاد کیا اجتماع کثیر تھا اس لئے مسجد کے باہر ہی محفل کا انتظام کیا گیا مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی لکھی ہوئی نعت شریف کے اس شعر کی دیر تک تکرار ہوتی رہی ؎

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کیسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

حاضرین پر ایک ذوق کی کیفیت طاری تھی ایک خوش نصیب اسلامی بھائی نے امیر اہلسنّت کی بارگاہ میں یہ واقعہ عرض کیا کہ دورانِ محفل مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی آنکھ تو کیا بند ہوئی دل کی آنکھیں کھل گئیں کیا دیکھتا ہوں کہ سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی چادر مبارکہ پھیلائے ہوئے محفلِ نعت میں جلوہ افروز ہیں اور خوش نصیبوں کو بلا بلا کر اپنی چادر مبارک میں چھپا رہے ہیں اتنے میں مرحوم عبدالغفار قادری عطاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بھی سنّت کے مطابق اپنے مخصوص سفید لباس اور سبز سبز عمامہ سر پر سجائے نمودار ہوگئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرحوم کو بھی اور دیگر حاضرینِ محفل کو بھی اپنی رحمت والی پیاری پیاری چادر مبارکہ میں چھپا لیا۔

ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

دیکھا انہیں محشر میں تو رحمت نے پکارا
آزاد ہے وہ جو آپ کے دامن سے بندھا ہو

(فیضانِ سنت، ص۱۶۶)

مردہ نے ہاتھ باندھ لئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیّدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے زبردست بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کے سوانح نگاروں میں سے بعض نے سات سو اور بعض نے اس سے بھی زیادہ کرامات نقل کی ہیں۔ زبدۃ المقامات میں ہے کہ آپ کے ایک مرید کو جنگل میں شیر نے گھیر لیا اُس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فوراً یاد کیا تو اچانک آپ ہاتھ میں عصا لئے ہوئے نمودار ہوئے اور شیر کو مار کر بھگا دیا اور خود غائب ہو گئے ہمراہیوں نے دریافت کیا کہ یہ کون تھے؟ تو مرید نے کہا یہ میرے مرشد کامل تھے جن کا نام نامی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ ایک شخص نے وقتِ آخر یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لے جا کر پیش کرنا جب جنازہ لایا گیا تو آپ نے توجہ فرمائی تو مردہ کا دل جاری ہو گیا اسی رات اس کے اقرباء نے میت کی اُس کیفیت کو خواب میں ملاحظہ کیا۔ اسی کتاب میں ہے کہ شبِ برأت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ظاہر کر دیا تھا کہ آپ اسی سال وفات پا جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی وفات سے قبل کل حالاتِ وفات حتیٰ کہ وقتِ وصال تک بیان فرما دیا تھا اور یوں ہی ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وصال شریف سے قبل اپنے ایام باقیہ یعنی اب اتنے دن زندہ رہوں گا وغیرہ ظاہر فرما دیئے تھے اور ایسا ہی ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تریسٹھ سال کی عمر شریف میں وصال فرمایا اور آپ کے وصال پر زمین و آسمان روئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف ہو گیا تو غسل شریف کیلئے تختے پر لٹایا گیا اچانک آپ نے مبارک ہاتھ اس طرح باندھ لئے جس طرح نماز کی حالت میں باندھے جاتے ہیں۔ کئی مرتبہ غسل کے دوران کھولے گئے پھر ویسے ہی ہو گئے اور آپ کے چہرے مبارک پر تبسم کھیل رہا تھا۔ (فیضانِ سنت، ص ۱۵۹)

پیغامِ عطّار

از قلم امیر اہلسنّت امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

آہ! گناہوں کے سیلاب کی ہلاکت سامانیاں، بے فحاشی اور عریانی کا طوفان، مخلوط تعلیمی نظام، مختلف شعبہ ہائے زندگی میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط، ٹی وی اور وی سی آر پر فلمیں ڈرامے اور شہوت افزا مناظر، رسائل و جرائد کے Sex Appeal مضامین وغیرہ نے مل جل کر آج کے نوجواں کو باؤلا بنا ڈالا ہے۔ یوں بھی الشباب شعبۃ من الجنون یعنی جوانی دیوانگی ہی کا ایک شعبہ ہے۔ آج کے نوجوان پر شیطان نے اپنا گھیر اتنگ کر دیا ہے خواہ وہ بظاہر نیک نمازی اور سنتوں کا عادی ہی کیوں نہ ہو اپنی شہوت کی تسکین کیلئے مارا مارا پھر رہا ہے۔ معاشرہ اپنے غلط رسوم و رواج کے باعث بے چارے کی شادی میں بہت بڑی دیوار بن چکا ہے۔ امتحان سخت امتحان ہے مگر امتحان سے گھبرانا مردوں کا شیوہ نہیں صبر کر کے اَجر لوٹنا چاہئے کہ شہوت جتنی زیادہ تنگ کرے گی صبر کرنے پر ثواب بھی اتنا ہی زیادہ ملے گا۔ اگر شہوت سے مغلوب ہو کر اس کی تسکین کیلئے ناجائز ذرائع اختیار کئے تو دونوں جہان کا نقصان وخسران ہے۔ حضرت سیّدنا ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شہوت کی گھڑی بھر پیروی طویل غم کا باعث ہوتی ہے۔ یہ لکھتے ہوئے کلیجہ کانپتا ہے اور حیا سے قلم تھرتھراتا ہے مگر عاشقِ مدینہ کی معروضات کو بے حیائی پر مبنی نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ تو عین درس حیاء ہے اللہ عزّ وجل دیکھ رہا ہے یہ ایمان رکھنے کے باوجود اپنے زعم فاسد میں جو چھپ کر بے حیائی کا کام کرتے ہیں ان کیلئے حیا کا پیغام ہے۔ آہ! گندی ذہنیت کے حامل کئی نوجوان شادی کی راہیں مسدود پا کر اپنے ہی ہاتھوں اپنی جوانی برباد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ابتداءً اگرچہ لطف آتا ہے مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے یاد رہے یہ فعل حرام ہے اور حدیثِ پاک میں ایسا کرنے والے کو ملعون کہا گیا ہے اور اس کیلئے جہنم کا دردناک عذاب آخرت تو دائر لگی دنیا میں بھی اس کے سخت ترین نقصانات ہیں اس غیر فطری عمل سے صحت بھی تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہے۔ ایک بار یہ فعل کر لینے کے بعد پھر کرنے کو جی چاہتا ہے اگر معاذ اللہ عزّ وجل دو تین بار کر لیا تو ورم آجاتا ہے اور عضو کی نرم و نازک رگیں رگڑ کھا کر دب کر سست ہو جاتیں اور پٹھے بے حد حساس ہو جاتے ہیں اور بالآخر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ ذرا بدنگاہی ہوئی بلکہ ذہن میں تصور قائم ہوا اور منی خارج بلکہ کپڑے سے رگڑ کھا کر ہی منی ضائع ہو جاتی ہے، منی اس خون سے بنتی ہے جو تمام جسم کو غذا پہنچانے کے بعد بچ جاتا ہے جب یہ کثرت کے ساتھ خارج ہونے لگے گی تو خون بدن کو غذا کیسے فراہم کرے گا۔ نتیجتاً جسم کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

اس فعل بد کی جسمانی آفتیں بھی بہت ہیں مثلاً دل کمزور، معدہ، جگر اور گردے خراب، نظر کمزور، کانوں میں شائیں شائیں کی آوازیں آنا، مزاج میں چڑچڑا پن، صبح اُٹھے تو بدن سست، جوڑ جوڑ میں درد اور آنکھیں چپکی ہوئیں، منی پتلی پڑ جانے کے سبب تھوڑی تھوڑی رطوبت بہتی رہنا، نالی میں رطوبت پڑی رہنا اور سڑنا پھر اس سبب سے بعض اوقات زخم ہوجانا اور اس میں پیپ پڑ جانا، شروع میں پیشاب میں معمولی جلن، پھر مواد کا نکلنا، پھر جلن میں اضافہ، یہاں تک کہ پرانا سوزاک ہوکر زندگی کو ایسا تلخ کردیتا ہے کہ آدمی موت کی آرزو کرنے لگتا ہے، منی پتلی ہونے کے سبب بلاکسی خیال کے پیشاب کے پہلے یا بعد میں پیشاب میں مل کر نکل جانا اسی کو جریان کہتے ہیں جو شدید ترین امراض کی جڑ ہے، عضو میں ٹیڑھا پن، ڈھیلا پن، کمزور، شادی کے قابل نہ رہنا، اگر جماع میں کامیاب ہو بھی گیا تو اولاد کی اُمید نہیں، کمر میں درد، چہرہ زرد، آنکھوں میں گڑھے، شکل وحشیانہ، تپ دق یعنی پرانا بخار، پاگل پن۔ ایک اطلاع کے مطابق جب ایک ہزار تپ دق یعنی پرانے بخار کے مریضوں کے اسباب مرض پر غور کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ ۴۱۴ مشت زنی کے سبب، ۱۸۲ کثرتِ جماع کے باعث اور بقیہ دیگر وجوہات کی بناء پر مبتلائے تپ دق ہوئے تھے۔ ۱۲۶ پاگلوں کا امتحان کرنے پر معلوم ہوا کہ ان میں سے ۲۴ یعنی ہر پانچواں فرد اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنے کی بناء پر پاگل ہوا تھا۔

ان گناہوں کا علاج

- ☆ جو بھی اس فعل میں مبتلا ہوا سے دو رکعت نمازِ توبہ ادا کر کے سچے دل سے توبہ کر کے آئندہ یہ گناہ نہ کرنے کا عہد کر لینا چاہئے۔
- ☆ جس کو شہوت تنگ کرتی ہو وہ فوراً شادی کرلے۔
- ☆ روزوں کی کثرت سے اِن شاءَ اللہ عزّ وجلّ شہوت مغلوب ہوجائے گی۔
- ☆ جس کو شہوت برائی پر اُبھارتی ہو اس کو چاہئے کہ مسلسل اکتالیس روز تک گیارہ بار **یَا مومن** کا وِرد کرے اوّل آخر تین بار دُرود پاک پڑھے۔
- ☆ جس کو شہوت تنگ کرتی ہو اس کو چاہئے کہ سوتے وقت **یَا مُمِیتُ** کا ورد کرتے کرتے سوجائے اِن شاءَ اللہ عزّ وجلّ فائدہ حاصل ہوگا۔
- ☆ روزانہ صبح (آدھی رات کے بعد سے طلوع آفتاب تک صبح کہلاتی ہے) گیارہ بار سوۂ اخلاص اوّل آخر تین بار درود شریف پڑھے شیطان بمع لشکر بھی اِن شاءَ اللہ عزّ وجلّ گناہ نہ کرواسکے جب تک یہ پڑھنے والا خود نہ کرے۔

چھپ چھپ کے لوگوں سے کئے جس کے گناہ — وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
کام زنداں کے کئے اور ہمیں — شوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پروا دیکھ — سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے
ان کو رحم آئے تو آئے ورنہ — وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے

(از امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حدائق بخشش)

نوٹ

الحمدللہ عزَّ وجل دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں اسی طرح گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی مدنی اور پاکیزہ سوچ فراہم کی جاتی ہے۔ الحمدللہ عزَّ وجل دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکت سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں نوجوانوں کی زندگی اللہ عزَّ وجل اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت میں بسر ہونے لگ گئی ہے۔ اگر آپ بھی اپنی آخرت کو سنوارنا چاہتے ہیں تو آپ بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جہاں جہاں دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع ہوتے ہیں اُن میں شرکت کیا کریں اور وہاں سے راہِ خدا عزَّ وجل میں سفر کرنے والے مدنی قافلوں میں سفر اختیار فرمائیں۔ اِن شاءَ اللہ عزَّ وجل مدنی قافلوں کی برکت سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب ہوں گی۔

الحمدللہ عزَّ وجل دعوتِ اسلامی کا ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع شہر بصیر پور میں فیضانِ مدینہ نزد دربار بابا ملاں فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جمعرات کو بعد از نمازِ مغرب شروع ہوجاتا ہے تو آپ بھی اپنے وقت کو قیمتی بنانے کیلئے اور اپنے گناہوں سے آلودہ دل کو پاکیزہ بنانے کیلئے ضرور شرکت فرمایا کریں۔ نہ صرف تنہا بلکہ جب آپ خود آنے لگیں تو ساتھ ہی نیکی کی دعوت دیتے چلے آیئے کہ آپ کی کوشش سے اگر کوئی ہفتہ وار اجتماع میں آ گیا اور یہاں سن کر اس کا طرزِ عمل بدل گیا اور اُس نے اپنی زندگی اللہ عزَّ وجل اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت میں گزارنا شروع کر دی تو ان کے صدقے آپ کا بیڑا بھی پار ہو جائے گا اِن شاءَ اللہ عزَّ وجل۔ مولا تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقیر محمد ریاض رضا ہاشمی عطاری بصیر پوری